جلد 52/ شمارہ 07 / 2011ء
وفا 1390ھش / جولائی 2011ء

اس شمارہ میں

نماز اور اس میں لذت کے لئے دعائیں

علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت

سیرۃ النبیؐ۔ رحمۃ للعالمین

عہد حضرت مسیح موعود کے جلسہ سالانہ کی کیفیات

جہاد کی حقیقت

ماہنامہ

انصاراللہ

لوائے احمدیت لہرانے کا منظر

عالمی بیعت کا پر کیف نظارہ

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

سالانہ 200/- قیمت فی پرچہ 20/-

تیسری شرط بیعت

’’یہ کہ بلا ناغہ پانچوں وقت نماز موافق
حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا
اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے
اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور
ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے
اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار
کرے گا اور دلی محبت سے
خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے
اس کی حمد اور تعریف کو اپنا
ہر روزہ ورد بنائے گا‘‘۔

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصاراللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

وفا 1390**ہش جولائی** 2011ء

جلد 52

شمارہ 07

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:

فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان

سالانہ.................200 روپے

قیمت فی پرچہ........ 20 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

کلام الامام 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

نماز اور اس میں لذت کے لئے دعائیں 8

علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت (حضرت مرزا بشیر احمد) 9-16

سیرۃ النبیؐ ۔ رحمۃ للعالمین (مبشر محمود) 17-20

عہد حضرت مسیح موعودؑ کے جلسہ سالانہ کی کیفیات (احمد طاہر مرزا) 21-26

غزل (طاہر عارف) 27

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں (زبیر احمد) 28-30

جہاد کی حقیقت 31-37

نظم (عبد السلام اسلام) 38

اخبار مجالس 39-40

اداریہ

جلسہ سالانہ کا بابرکت نظام

حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات میں سے ایک عظیم الشان احسان جلسہ سالانہ کے بابرکت نظام کا اجراء ہے۔ آپ نے یہ نظام خالصۃً احباب جماعت کی تعلیم وتربیت، علم وعرفان میں ترقی اور باہمی تودد وتعارف پیدا کرنے کے لئے جاری فرمایا۔ 1891ء وہ تاریخی سال ہے جب جلسہ سالانہ کے بابرکت نظام کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے ڈالی۔ پہلے جلسہ سالانہ میں 75 کے قریب رفقاء نے شرکت فرمائی اور پھر یہ نظام پھلنا پھولنا شروع ہوا، تقسیم ہندوستان سے پہلے قادیان میں ہی جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا تھا پھر ربوہ میں یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیان میں جلسہ جاری رہا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے سب براعظموں میں جلسہ سالانہ کا بابرکت نظام نہ صرف جاری بلکہ مستحکم ہو چکا ہے۔

کئی ایسے خوش قسمت ممالک ہیں جہاں جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی شامل ہوتے اور انہیں اپنے کلمات طیبات اور وجود مبارک سے برکت بخشتے ہیں۔ جولائی کے مہینہ میں جلسہ سالانہ برطانیہ منعقد ہو رہا ہے جسے 1984ء سے خلیفہ وقت کی وہاں موجودگی کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اسی طرح جولائی میں جماعت احمدیہ امریکہ اور جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ ہائے سالانہ بھی منعقد ہو رہے ہیں۔ جبکہ جرمنی کا جلسہ سالانہ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شمولیت فرمائی گزشتہ ماہ منعقد ہوا۔

پاکستان کے احمدی 1983ء کے بعد سے قانونی پابندیوں کی وجہ سے اپنے جلسہ سالانہ کی رونقوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں لیکن MTA کی آسمانی نصرت کی وجہ سے دنیا کے کئی ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ہم سب اپنے مولیٰ کی رحمت سے پر امید ہیں کہ وہ دن ضرور آئیں گے جب اہل پاکستان ربوہ میں جمع ہو کر جلسہ سالانہ میں شریک ہوں گے اور انشاء اللہ ان مقاصد کو براہ راست حاصل کرنے والے ہوں گے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:۔

> **"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"۔ آمین**
>
> ﴿آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352﴾

القرآن

میری اطاعت کرو

وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ (الزخرف 65,64)

اور جب عیسیٰ کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آ گیا تو اس نے کہا یقیناً میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے سامنے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو کھول کر بیان کروں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

مہدی کی بیعت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ: فَاِذَا رَئَیْتُمُوْهُ فَبَایِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ. (ابن ماجہ کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے تو جاؤ کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ اور مہدی ہے۔

کلام الامام

پُر درد انتباہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے .... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگر چہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ و قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ **خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔** ﴿ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹، ۵۰﴾

عربی منظوم کلام

وَاللّٰہِ اِنّی قَدْ بُعِثْتُ لِخَیْرِکُمْ

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا خَلَّاقَکُمْ
تُوْبُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ رَبٌّ اَرْحَمُ

اے لوگو! اپنے پیدا کرنے والوں کی پرستش کرو ، توبہ کرو اور خدا ارحم الراحمین ہے

اِنِّیْ اَرَی الدُّنْیَا تَمُرُّ بِسَاعَۃٍ
غَیْمٌ قَلِیْلُ الْمَآءِ لَا یَتَلَوَّمُ

میں دنیا کو دیکھتا ہوں کی جلد گزر جاتی ہے۔یہ ایک ایسا بادل ہے جس میں پانی تھوڑا ہے اور زیادہ توقف نہیں کرتا

فَلِھٰذِہٖ لَا تُسْخِطُوْا مَعْبُوْدَکُمْ
تُوْبُوْا وَطُوْبٰی لِلَّذِیْ یَتَنَدَّمُ

پس اس دنیا کے لئے اپنے معبود کو ناراض مت کرو ، توبہ کرو اور مبارک وہ جو متندم ہوتا ہے

تُوْبُوْا وَاِنَّ الْعُذْرَ لَغْوٌ بَعْدَ مَا
کُشِفَتْ سَرَائِرُکُمْ وَاُخِذَ الْمُجْرِمُ

توبہ کرو اور اس وقت توبہ کرنا بے فائدہ ہے جبکہ تمہارے بھید کھولے گئے اور مجرم پکڑا گیا

اِنَّا صَرَفْنَا فِی النَّصِیْحَۃِ رَحْمَۃً
مَا حَمَّلَ حُسْنُ بَیَانِنَا وَتَکَلُّمُ

ہم نے ازروئے رحمت وہ سب نصیحت دینے میں خرچ کر دیا ہے جو کچھ کہ ہمارا حق بیان برداشت کر سکا

وَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ بُعِثْتُ لِخَیْرِکُمْ
وَاللّٰہِ اِنِّیْ مُلْھَمٌ وَّمُکَلَّمُ

بخدا ! میں تمہاری بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور بخدا میں ملہَم اور مکلّم ہوں

اِنْ کُنْتَ تَبْغِیْ حَرْبَنَا فَنُحَارِبُ
بَارِزْ فَاِنِّیْ حَاضِرٌ مُتَخَیِّمُ

اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے پس ہم لڑائی کریں گے میدان میں آ کر ہم حاضر ہیں اور خیمہ لگا رہے ہیں

(القصائد الاحمدیہ طبع 2007ء)

فارسی منظوم کلام

صادقاں را از خدا نورے عنایت میشود

آنکہ آید از خدا آید بدو نصرت دواں
خدمت او مے کند شمس وقمر چوں چاکراں

جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کی طرف سے نصرت الٰہی دوڑتی ہوئی آتی ہے چاند اور سورج نوکروں کی طرح اس کی خدمت کرتے ہیں

صادقاں را از خدا نورے عنایت میشود
عشق آں یار ازل مے تابد اندر روئے شاں

صادقوں کو خدا کی طرف سے ایک نور ملتا ہے اور اس یار ازلی کا عشق ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے

از پئے ہمدردئ دنیا مصیبت مے کشند
خادماں بے اجرت اندو پردہ پوشان جہاں

وہ دنیا کی ہمدردی کے لئے مصیبتیں اٹھاتے ہیں بے تنخواہ کے نوکر ہیں اور دنیا کے پردہ پوش

از گروہ اہل نخوت لا اُبالی مے زیند
بادشاہاں دو عالم بے نیاز از حاسداں

وہ متکبر لوگوں سے بے پروا ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں وہ دونوں جہاں کے بادشاہ ہیں اور حاسدوں سے بے نیاز

دل سپردن دلستاں را سیرت ایشاں بود
جہاں دہند از بہر آں دلدار وقت امتحاں

دل محبوب کے حوالے کر دینا ان کا شیوہ ہے اور آزمائش کے وقت وہ اس محبوب کی خاطر جان دے دیتے ہیں

﴿درثمین فارسی مترجم صفحہ:305﴾

اردو منظوم کلام

ندائے آسمانی

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں
مہدیٔ موعود حق اب جلد ہو گا آشکار

کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے
کون تھا جس کو نہ تھا اس آنیوالے سے پیار

پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اوّل ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جُبّہ دار

تھا نوشتوں میں یہی از ابتدا تا انتہا
پھر مٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نے نقش جدار

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہر جہاد و کار زار

پر یہ تھا رحم خداوندی کہ میں ظاہر ہوا
آگ آتی گر نہ میں آتا تو پھر جاتا قرار

آگ بھی پھر آگئی جب دیکھ کر اتنے نشاں
قوم نے مجھ کو کہا کذّاب ہے اور بد شعار

ہے یقیں یہ آگ کچھ مدت تلک جاتی نہیں
ہاں مگر توبہ کریں باصد نیاز و انکسار

یہ نہیں اک اتفاقی امر تا ہوتا علاج
ہے خدا کے حکم سے یہ سب تباہی اور تبار

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار

﴿درثمین اردو صفحہ:137﴾

قیامِ نماز اور نماز میں لذت حاصل کرنے کے لئے دُعائیں

﴿ مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان ﴾

☆ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ : (ابراہیم:41)

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **نماز میں سوز پیدا کرنے کے لئے ایک دعا سکھلائی ہے۔ اگر نماز میں توجہ پیدا نہ ہو رہی ہو تو پنج وقت نماز میں ہر ایک رکعت کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر یہ دعا کی جائے۔** ''اے خدائے تعالیٰ قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں۔ اور اس قدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقّت اور حضورِ نماز حاصل نہیں ہو سکتا تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھادے تاکہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دُور ہو کر حضورِ نماز میں میسر آوے۔'' (فتاویٰ مسیح موعود صفحہ: 37)

☆ بے ذوقی کی نماز میں ذوق پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعا سکھائی:۔

''اے اللہ! تُو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مُردہ حالت میں ہوں میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا، اُس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلۂ نُور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔'' حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقّت پیدا کر دے گی۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ: 616)

اللہ تعالیٰ ہمیں خشوع و خضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے اہل و عیال اور گرد و پیش بھی نمازوں کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ آمین

تبرکات

ع سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

دوستوں کو علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی دعوت

﴿حضرت مرزا بشیر احمد صاحب﴾

عنوان میں درج شدہ مصرع حضرت مسیح موعودؑ کی ایک لطیف نظم کا حصہ ہے جس کے شروع میں یہ شعر آتا ہے کہ:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس مصرع کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ گو (دین) نے (مومنوں) پر جہاد فرض کیا ہے اور مومنوں کو حکم دیا ہے کہ ان میں سے ایک طبقہ لازماً دین کی خدمت اور دین کے رستہ میں جدوجہد کے لئے وقف رہنا چاہئے مگر مختلف قسم کے حالات کے ماتحت دین کی خدمت مختلف رنگ اختیار کر سکتی ہے۔ بعض حالات میں جب کہ کوئی دشمن (دین) کو مٹانے کی غرض سے جبر اور تشدد کا رستہ اختیار کر کے (مومنوں) کے خلاف تلوار اٹھائے تو اس وقت اپنے دفاع کے لئے (نہ کہ مخالفوں کو جبراً (مومن) بنانے کے کے لئے لا اکراہ فی الدین) تلوار کا جواب تلوار سے دینا ہوگا اور اگر دشمن کا حملہ دلائل اور عقلی اور نقلی اعتراضوں کے رنگ میں ہو تو اس وقت (دین) کا جہاد بھی اسی میدان کے اندر محدود ہو جائے گا اور اگر کسی وقت (مومنوں) کی اپنی بداعمالی (دین) کو بدنام کرنے کا باعث بن رہی ہو تو اس وقت سب سے مقدم جہاد (مومنوں) کی تربیت اور ان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح سے تعلق رکھے گا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ ایک وقت تلوار کے جہاد سے وقتی طور پر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے میدان کارزار سے مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا: رَجعنا مِن الجهاد الاصغرِ الی الجهاد الاکبر "یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد یعنی اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کرنے کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اسی اصولی تعلیم کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے وہ مصرع ارشاد فرمایا ہے جو اس مختصر سے نوٹ کے عنوان کی زینت ہے۔ اور آپؑ کا منشاء یہ ہے کہ یہ زمانہ اپنے وقتی تقاضوں اور پیش آمدہ حالات اور مخالفوں کے رویہ کے مطابق تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں ہے بلکہ قلم کے جہاد کا زمانہ ہے جب کہ مخالفین (دین) کی طرف سے (دین) کے خلاف معاندانہ لٹریچر کے ذریعہ بے پناہ حملے کئے جا رہے ہیں ایسے وقت میں اصل جہاد قلم کا جہاد ہے تا کہ قلم کے ذریعے غیر مسلموں کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ ان کے قلموں اور ان کی زبانوں کی گولہ باری پر موت وارد ہو

جائے۔اور یہی رستہ حضرت مسیح موعودؑ نے خدائی منشاء کے ماتحت اختیار کیا چنانچہ آپؑ کی اس عدیم المثال خدمت کا اعتراف مخالفوں تک نے ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ اس تعریف سے ملک کی مخالفانہ فضا تک گونجنے لگ گئی۔مثال کے طور پر امرتسر کے مشہور اخبار "وکیل" کے غیر احمدی ایڈیٹر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے۔ان کی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"۔

پھر دہلی کے غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ نے اپنے اخبار میں لکھا کہ:۔"ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم مرزا صاحب کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا ......اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کی قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں"۔

پس اس نوٹ کے عنوان میں حضرت مسیح موعودؑ کا جو شاندار مصرع درج ہے وہ کسی ناواجب فخر و افتخار کی پیداوار نہیں بلکہ ایک زبردست حقیقت ہے جو تلوار سے زیادہ کاٹنے والی اور دلوں کی گہرائیوں میں گھر کرنے والی ہے اور اس سے اس اعتراض کا جواب بھی ہو جاتا ہے حضرت مرزا صاحب (دین حق) نے نعوذ باللہ تلوار کے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔عزیزو اور دوستو! سوچو اور سمجھو کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت اور دین کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔وہ کس طرح کسی (دینی) تعلیم کو منسوخ کر سکتے تھے۔پس اگر تلوار کے جہاد کو کسی نے وقتی طور پر معلق کیا ہے (منسوخ کا تو سوال ہی نہیں) تو وہ زمانہ کے حالات نے کیا ہے اور (دین) کی اس اصولی تعلیم نے کیا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں جہاد کا تو بہر حال اور بہر صورت حکم ہے مگر اس کی نوعیت کو زمانہ کے حالات اور وقت کے تقاضوں اور مخالفوں کے رویہ پر چھوڑا گیا ہے اور پھر کیا حضرت مرزا صاحب کے شاندار اور عدیم المثال قلمی جہاد نے تلوار کے جہاد کی کوئی ضرورت باقی چھوڑی ہے اور خدائی احکام ہمیشہ بنی نوع انسان کی ضرورت پر مبنی ہوا کرتے ہیں۔کیونکہ خدا حکیم ہے اور حکیم ہستی کے احکام ہمیشہ حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اگر مخالفوں کا (دین) کے خلاف قلم اور زبان کے ذریعہ حملہ ہو تو اس کا طبعی ردّ اور فطری جواب جو دلوں میں حقیقی

اطمینان پیدا کر سکتا ہے وہ صرف قلم اور زبان کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس لطیف مصرع میں اشارہ فرمایا ہے جو اس مضمون میں زیب عنوان ہے۔

مگر اس جگہ مجھے جہاد کا فلسفہ بیان کرنا مطلوب نہیں ہے بلکہ اپنی ایک رؤیا کی بنا پر جماعت کے نوجوانوں کو (دین) اور احمدیت کی قلمی خدمت کی طرف توجہ دلانا اصل مقصد ہے۔ چند دن ہوئے میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جس سے میں ڈرا بھی اور خوش بھی ہوا میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک لمبا سا خط لا کر دیا ہے یہ خط میرے نام ہے میں نے خط پڑھنے سے پہلے اس کے آخری حصہ کو اُٹھا کر دیکھا تو خط کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (۔) کے دستخط تھے اور خط کے آخر میں اس قسم کا مضمون تھا کہ اگر آپ نے احمدی نوجوانوں کو (دین) اور احمدیت کی خدمت کے لئے مضامین لکھنے اور تصانیف کرنے کی ترغیب نہ دی اور اس کا طریقہ نہ سمجھایا تو اس معاملہ میں میں اور عبداللہ اور والدہ عبداللہ آپ پر خوش نہیں ہوں گے او کما کان میں اس خواب سے خوش تو اس لئے ہوا کہ تصنیف کے میدان میں میری حقیری خدمت عالم بالا میں قدر کے قابل سمجھی گئی اور ڈرا اس لئے کہ جماعت کے نوجوانوں کو فن تصنیف کی ترغیب دینے اور اس کا طریقہ سمجھانے کی ذمہ داری ایسی نازک اور ایسی وسیع ہے کہ میں شائد اپنی موجودہ عمر اور موجودہ صحت میں اسے کما حقہ ادا نہ کر سکوں اور عبداللہ اور عبداللہ کی والدہ سے میں یہ سمجھا ہوں کہ عبداللہ سے مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں جو اس زمانہ میں سب سے بڑے عبداللہ (یعنی اللہ کے بندے) ہیں۔ اور عبداللہ کی والدہ سے مراد (.....) (فداہ نفسی) ہیں جن کی مقدس تعلیم اور مبارک اسوہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا وجود باجود پیدا ہوا۔ اور خدا کرے (اور اے کاش کہ ایسا ہی ہو) کہ قیامت کے دن ان دونوں کی روح اس عاجز سے خوش ہو۔ وذالک ظنی باللہ و ارجومنہ خیراً۔

بہرحال اس رؤیا کی بنا پر یہ نوٹ الفضل میں بھجوا رہا ہوں تا احمدی نوجوانوں کو فن تحریر اور مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہو اور قلم کے میدان میں سلطان القلم (یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے) کے انصار بن کر دین کی نمایاں خدمت

نماز غفلتوں کو دور کرتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں

”ہر نماز پہلی نماز اور اپنے درمیان کی غفلتیں اور کوتاہیاں دور کرتی ہے۔ اور ہر جمعہ پہلے جمعہ اور اپنے درمیان کی کوتاہیوں اور غفلتوں کو جو باقی رہ جاتی ہیں دور کرتا ہے۔“

﴿خطبہ جمعہ 11/اکتوبر 1974 از خطبات ناصر جلد 5 صفحہ: 672﴾

سر انجام دے سکیں۔ بے شک زبان بھی تبلیغ ہدایت اور اشاعت علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعت علم کا نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا:۔ اقراء وربک الاکرم الذی علّم بالقلم "یعنی اے رسول لوگوں تک ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا کیونکہ تیرا رب تمام بزرگیوں کا مالک ہے ہاں وہی آسمانی آقا جس نے قلم کے ذریعے علم کی اشاعت کا سامان پیدا کیا ہے"

پس قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے۔ مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسر ہوتا ہے ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچتی ہے مگر اس کے سننے والوں کی روایت میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے اور پھر اس کے منبع اور ماخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ بہرحال اس زمانہ میں جب کہ (دین) کے دشمن (دین) کی تعلیم اور حضرت سرورکائنات ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں قلم سے بڑھ کر (دین) کے پرامن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں۔

پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہوکر (دین) کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاصؓ اور خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایان اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہوکر (کیونکہ خدا اب بھی انہی قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔ چند ماہ کی بات ہے کہ مجھے کسی عزیز نے کہا اور میں شرم سے کٹ گیا کہ کچھ عرصہ سے ہماری جماعت میں اس قسم کی علمی اور تحقیقاتی تصانیف شائع نہیں ہورہیں جو چند سال پہلے شائع ہوا کرتی تھیں۔ یہ اعتراض تو درحقیقت درست نہیں کیونکہ اس عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کے ذریعہ بیش بہا علمی اور عرفانی جواہر پارے منظر عالم پر آئے ہیں اور بعض دوسرے اصحاب نے بھی بعض اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس تیز

رفتاری سے قلمی خدمت میں ترقی ہونی چاہئے تھی اور جس رنگ میں بعض نئے میدانوں میں تحقیقی مضامین لکھنے کی ضرورت تھی اس میں کسی قدر کمی ہے اور یہ بھی ایک حد تک درست ہے کہ بعض نوجوانوں کا میلان تحقیقی اور علمی مضامین لکھنے کی بجائے نوک جھونک والے سطحی اور وقتی مقالوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ میلان ترقی کرنے والی قوم کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ اور ضرورت یہ ہے کہ بہت جلد کا ئا بدل کر جماعت کی قلموں کو صحیح رستہ پر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن فرماتا ہے کہ:۔

جادلھم بالتی ھی احسن "یعنی مخالفوں کے ساتھ دینی جہاد کرنے میں بہترین اور پختہ ترین اور مؤثر ترین دلائل اختیار کرو اور یونہی سطحی باتوں میں الجھ کر اپنی ہنسی نہ اڑاؤ"

تحقیقی مضمون لکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے ایک موضوع کو جو کسی حقیقی حاضر الوقت ضرورت کے مطابق ہو چن کر اسے اپنے ذہن میں مستحضر رکھا جائے اور اس پر کچھ وقت تک غور کیا جائے پھر قرآن اور حدیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے نوٹ لئے جائیں اور انہیں ترتیب وار مرتب کیا جائے۔ پھر جو امکانی اعتراضات اس مضمون کے متعلق دوسروں کی طرف سے ہوئے ہوں یا ہو سکتے ہوں انہیں ذہن میں رکھ کر ان کا جواب سوچا جائے۔ پھر ایک عمومی خاکہ اس امر کے متعلق اپنے دماغ میں قائم کیا جائے کہ اس مضمون کو کس طرح شروع کرنا ہے اور کس طرح چلانا ہے اور کس طرح ختم کرنا ہے۔ آغاز اس طرح ہونا چاہئے کہ مضمون پڑھنے والا اس کی نوعیت اور اہمیت کو محسوس کر کے اس کے لئے ذہنی طور پر تیار اور چوکس ہو جائے اور اختتام اس رنگ میں سوچا جائے کہ گویا چند تیر ہیں جو آخری ضرب کے طور پر پڑھنے والے کے دل میں پیوست کرنے مقصود ہیں۔ اس کے بعد نوٹ سامنے رکھ کر دعا کرتے ہوئے مضمون شروع کیا جائے۔ اور ہر ضروری اقتباس کے اختتام پر بریکٹوں کے اندر معین حوالہ درج کیا جائے تا اگر مضمون پڑھنے والا اس بارہ میں مزید تحقیق کرنا چاہے تو از خود تحقیق کر کے تسلی کر سکے۔ مضمون ختم کرنے کے بعد نظر ثانی بہت ضروری ہے اور نظر ثانی کرنے کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے مضمون کو علیحدگی میں اونچی آواز سے پڑھا جائے۔ تا کہ آنکھوں کی فطری حس کے علاوہ کان بھی اپنی قدرتی موسیقی کو کام میں لا کر اصلاح میں مدد دے سکیں۔ میں نے بارہا حضرت مسیح موعودؑ کو اس رنگ میں اپنی تحریرات کو پڑھتے دیکھا اور سنا ہے۔ اور آپ اپنے مضامین کی نظر ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو"

﴿ملفوظات جلد سوم﴾

آپ کے مسودات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی۔اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جو لکھا گیا سو لکھا گیا۔بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے۔مضمون شروع کرنے سے قبل نیت درست کرنے اور خدمت دین کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ دینے اور دعا کرنے کا میں نے یہ عظیم الشان فائدہ دیکھا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں نصرت فرماتا ہے مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک دفعہ جب میں نے اپنے ایک مضمون کی پہلی سطر لکھی تھی تو یکلخت مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ صفحہ کے آخری حصہ میں جو اس وقت خالی تھا ایک خاص عبارت لکھی ہوئی درج ہے اور مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنے اس مضمون کو اس عبارت کے مضمون کی طرف کھینچ لا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مضمون میں ایک نیا اور بہت دلکش رنگ پیدا ہوگیا۔بعض اوقات ایسا ہوا کہ میں نے مضمون کا ایک ڈھانچہ سوچ کر نوٹ کیا مگر بعض حصوں میں مضمون لکھتے لکھتے میرا قلم خود بخود ایک نئے رستہ پر پڑ گیا۔اور بالکل نئی باتیں ذہن میں آ گئیں۔چنانچہ جو ڈھانچہ میں شروع میں سوچا کرتا ہوں عموماً اس کا نصف یا اس سے کچھ کم حصہ مضمون لکھتے ہوئے بہتر صورت میں بدل جایا کرتا ہے۔یہ سب دعا اور حسن نیت اور اللہ کے فضل کا ثمرہ ہے۔ورنہ من آنم کہ من دانم۔بایں ہمہ شروع کی تیاری بہت ضروری ہے کیونکہ یہ تیاری بھی نصرت الٰہی کی جاذب ہوا کرتی ہے۔

یہ سوال کہ علمی و تحقیقی تصانیف کے لئے کن مضمونوں کو چنا جائے ایک بہت اہم سوال ہے مگر باوجود اس کے کہ وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہمارے سامنے ہمارے آسمانی آقا کی سنت موجود ہے جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔اور وقت کی حقیقی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔دراصل اگر کوئی کام وقت کی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو وہ ایک کھوکھلے فلسفہ اور دماغی کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور خدا کی ذات اس قسم کی لایعنی فلسفہ سے بالا ہے۔اگر خدا چاہتا تو محمد رسول اللہ ﷺ کو ابتداء آفرینش میں ہی پیدا کرسکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔کیونکہ ابھی بنی نوع انسان اپنے دماغی قویٰ اور ماحول کے تمدن کے لحاظ سے کسی دائمی اور عالمگیر شریعت کے حامل بننے کے اہل نہیں تھے پس اس نے فلسفہ کو چھوڑ کر حکمت کا رستہ اختیار کیا اور یہی رستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے۔

پس مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا یہ مشورہ ہے کہ صرف ان مضمونوں کو چنا جائے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے والے ہوں اور دنیا ان مضمونوں کے لئے پیاسی ہو۔اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہئے کہ کسی مضمون میں کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور نہ صرف نئے نئے مسائل بلکہ پرانے مسائل کے نئے نئے پہلو بھی پیدا ہوتے ہیں۔اور سامنے آتے رہتے ہیں۔کئی مضامین حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں لکھے

گئے اور نہائت تسلی بخش صورت میں لکھے گئے۔ اور انہوں نے دنیا کی پیاس بجھائی۔ مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ان پر سوچنا اور ان کے متعلق قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پرانے مسائل کی نئی گتھیوں کو سلجھانا جماعت کے خادم دین علماء کا کام ہے۔ اقوام عالم کی روحیں دلوں کو منور کرنے والی نئی روشنی کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ صدیوں کے تعصب کی وجہ سے وہ (دین) کے نام سے تو ابھی تک بیشتر صورت میں متنفر ہیں مگر (دین) کی حقیقت کو اپنانے کے لئے بے چین بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت سے یہ معمور کلام جو آج سے پچپن سال پہلے کہا گیا آفتاب عالمتاب کی طرح افق مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبان حال گونج رہا ہے کہ:۔

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

یہی حال احمدیت کا ہے کہ جماعت احمدیہ کو برا بھلا کہتے ہوئے بلکہ ہر قسم کے فتوے لگاتے ہوئے بھی غیر احمدی دنیا جماعت احمدیہ کے خیالات اور نظریات کو مسلسل اپناتی چلی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی قلم کا کرشمہ ہے۔ جس کے پیچھے خدا کی عظیم الشان نصرت اور روح القدس کی زبردست تائید کام کر رہی ہے۔ پس اے عزیزو اور دوستو! آگے آؤ اور اپنی قلموں کو (دین) کی تائید میں حرکت دو کہ اس سے بڑھ کر آج تمہارے لئے کوئی برکت نہیں۔ اس وقت بہت سے اچھوتے اور نیم اچھوتے مضمون تمہاری قلموں کی جنبش کا انتظار کر رہے ہیں اور ساغر حسن صرف ایک انگلی کے ایک اشارے پر چھلکنے کے لئے تیار ہے اور تمہارے لئے صرف مفت کا اجر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ قضاء آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

اس وقت جو مضمون زیادہ توجہ طلب نظر آتے ہیں وہ میرے خیال میں یہ ہیں:۔

1۔ بین الاقوامی تعلقات کے متعلق (دینی) تعلیم، 2۔ بین الاقوامی مصالحت کی شرائط، 3۔ ملکی اور قومی معاہدات، 4۔ مذہبی رواداری، 5۔ دوسری قوموں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق اسلامی احکام، 6۔ یہ مضمون کہ (دینی) تعلیم کے مطابق ہر قوم میں رسول آئے ہیں، 7۔ اسلام اور دیگر شرائع کی باہمی نسبت اور ان کا مقابلہ، 8۔ یہودیت اور اسرائیلیت کے متعلق اسلامی پیشگوئیاں، 9۔ مسیح ناصری کے حقیقی اور مزعومہ معجزات، 10۔ وفات مسیح از روئے انجیل و تاریخ، 11۔ اشتراکیت اور سرمایہ داری اور نظام اسلامی کا مقابلہ، 12۔ وحی والہام کی حقیقت اور اس کا اجراء، 13۔ ختم نبوت کی حقیقت، 14۔ آنحضرت ﷺ کا عدیم المثال مقام اور آپ کا افضل الرسل ہونا، 15۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات، 16۔ مسیح کے نزول ثانی کا وعدہ، 17۔ مسیح موعود کے نزول کی حقیقت، 18۔ حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر کی اہمیت اور یہ کہ دوسرے مسلمانوں نے بلکہ دوسری قوموں نے اسے

کس طرح غیر شعوری طور پر اپنایا ہے اور اپنا رہے ہیں، 19۔(دین) میں روحانیت، 20۔(دین) کی اخلاقی تعلیم، 21۔(دین) میں جہاد کی حقیقت، 22۔ضبط تولید کا مسئلہ، 23۔(دینی) پردہ کی حقیقت اور یہ کہ کس طرح پردہ کے باوجود عورتیں ترقی کر سکتی اور قومی زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں، 24۔تعدد ازدواج اور یہ کہ یہ تعلیم خاص انفرادی اور قومی ضروریات کے لئے ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں، 25۔خلافت کی حقیقت اور اس کی ضرورت اور اہمیت، 27۔(دین) کے اقتصادی نظام اور سود اور بیمہ وغیرہ کے مسائل، 27۔(دین) کا تعزیری نظام وغیرہ وغیرہ......ان میں سے اکثر عنوان بظاہر سادہ نظر آتے ہیں مگر تحقیق یعنی ریسرچ کرنے والوں کے لئے ان میں ایسی طویل اور پیچ دار وادیاں موجود ہیں کہ ان میں صحیح طور پر گھومنے والا دنیا کے لئے ایک بہت دلکش اور نیا عالم پیدا کر سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

بیا در ذیل مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے شناسا کرو۔ آؤ اور (دین) کی نشأۃ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوام عالم کو علم و عرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ حجاز اور بغداد اور قرطبہ اور قدس اور مصر کی یادگاریں زندہ ہو جائیں۔ تا دنیا تم پر فخر کرے اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے امنگ اور ولولہ حاصل کریں۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہو۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ 18؍دسمبر 1958ء

﴿روزنامہ الفضل ربوہ 26؍دسمبر 1958ء﴾

انبیاء کی صفات کا مظہر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول ﷺ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے“

﴿نزول المسیح صفحہ 48﴾

سیرۃ النبی ﷺ

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

﴿مکرم مبشر محمود صاحب مربی سلسلہ﴾

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رب العالمین بیان فرمائی ہے اور یہ سب سے بڑی حقیقت ہے کہ رسول کریم ﷺ صفات باری تعالیٰ کے مظہر کامل ہیں۔اسی لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس صفت رب العالمین سے فیض پاکر رحمت للعالمین ﷺ قرار پائی۔جب ہم اس حوالے سے غور کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تو عالمین کا ذرہ ذرہ فیض پا رہا ہے اسطرح عالمین میں خواہ آسمان ہو یا زمین، چرند ہوں یا درند، موجودہ انسان ہوں یا گزری ہوئی اقوام، قیامت تک رہنے والی مخلوق ہو یا بعث بعد الموت آنے والی زندگی، انبیائے گزشتہ ہوں یا معصوم فرشتوں کا لشکر سب کا رحمۃ اللعالمین سے فیض پانا ضروری ہے۔اجرام فلکی بھی عالمین میں شامل ہیں جو خدا تعالیٰ سے منور تھے اور فیض رساں مخلوق ہونے پر خوش تھے۔کچھ ایسے ظالم لوگ بھی ظاہر ہوئے جنہوں نے ان اجرام فلکی کے نور کو ظلمت میں بدل دیا۔وہ نور جو ہدایت کا موجب تھا گمراہی کا سبب بننے لگا کوئی چاند کو حاجت روا سمجھنے لگا تو کوئی سورج کو دیوتا اور کوئی ستاروں کو سجدہ کرنے لگا۔ایسی ظلمت میں آفتاب ھدایت خدا کے نور کا کامل ظہور صداقتوں کا سورج طلوع ہوا یعنی رحمۃ اللعالمین ﷺ کا نزول ہوا جس نے آکر یہ اعلان کیا کہ نہیں نہیں یہ اپنی ذات میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے ان میں تو خدا کا نور چمک رہا ہے جو خالق ارض وسما کی طرف راہنمائی کر رہا ہے اور اللہ نور السموات والارض ۔ والله خالق كل شئي اور يسجد ما في السموات وما في الارض یہ سب اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں جو انکا خالق و مالک ہے۔رحمۃ للعالمین ﷺ کا یہ اعلان ان پر لگے داغ کو دھو کر انکے نور کو اور منور اور روشن کر کے ان پر عظیم احسان کرتا ہے اور یہ مخلوق جو گمراہی کا سبب بننے لگی تھی اولوا الالباب کے لئے آیت اللہ بن گئی۔

عالمین میں سے خدا کی سب سے زیادہ پاک اور فرمانبردار مخلوق ملائکہ ہے۔حیرت تو اسوقت ہوئی جب ایسی پاک نوری مخلوق کو بھی ظالموں نے اپنے ظلم اور جہالت کا نشانہ بنایا اور ایسے ناپاک الزمات لگا کر انکو بھی افسردہ اور پژمردہ کر دیا۔کسی نے انکے نام کے مجسمے بنا کر انکی عبادت شروع کر دی تو کسی نے انکے نام پر بلند و بالا عمارتیں کھڑی کر دیں تو کوئی انکو خدا کی بیٹیاں کہنے لگا تو کوئی ان پر قبضہ کا دعوی کر کے اپنا غلام ظاہر کرنے لگا تو کچھ ایسے ظالم بھی آئے جنہوں نے ہاروت ماروت فرشتوں کو فاحشہ کے عشق میں مبتلا قرار دے کر کنویں میں الٹا لٹکا ہوا مانا۔اس معصوم مخلوق پر لگے داغ اور ہونے والے ظلم دور کرنے کیلئے رحمۃ للعالمین ﷺ کی طرف سے آواز آتی ہے، لا يعصون الله ما امر الله و يفعلون ما يؤمرون کہ یہ تو نہایت پاک نہایت خوبصورت خوب سیرت اور خدا کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرنے والی مخلوق ہے۔اس طرح اس مخلوق نے

بھی رحمۃ للعالمین ﷺ سے فیض پایا۔

عالمین میں وہ انبیاء بھی شامل ہیں جو آپؐ سے پہلے گزر چکے، جو خدا کی سب سے محبوب مخلوق تھے، جن کو خدا نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا جو انسانیت کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا انعام تھے۔لیکن افسوس چند ایسے ظالم بھی آئے جنہوں نے خدا کی اس مخلوق پر بے انتہا ظلم کیا کہیں ناپاک کہا تو کہیں ظالم، کہیں کاذب کہا تو کہیں باغی قرار دے کر صلیب دینا چاہی کہیں ظالم کہہ کر آگ میں ڈال دیا۔ اللہ اللہ یہ تیرا رحمۃ للعالمین ﷺ آتا ہے اور آکر ایسا اعلان کرتا ہے کہ تمام انبیاء پر لگے داغ دھل جاتے ہیں، ان پر لگا ہر الزام مٹ جاتا ہے، انکی کھوئی عزت انکو واپس عطا کرتا ہے اور ان پر ایمان لانا مؤمن کے لئے لازم قرار دیتا ہے اور انکے منجانب اللہ ہونے پر خاتم کی مہر ثبت کرتا ہے۔اور یہ اعلان کرتا ہے کہ دنیا میں آنے والا ہر نبی **لکل قوم ھاد** قوموں کی ہدایت کا موجب تھا انکا خیر خواہ تھا **لایخشون احدا الا اللہ** وہ صرف خدا سے ڈرتے تھے **لا اسئلکم علیہ مالا** اور وہ کسی سے کسی قسم کے اجر یا مال کو نہیں چاہتے تھے بلکہ وہ صرف اپنی قوم کی بھلائی کے خواہاں تھے۔

عالمین میں شامل وہ آسمانی صحائف بھی ہیں جو اس دنیا میں ہمیشہ آتے رہے اور ہر قوم نے اس سے فیض بھی پایا لیکن مرور زمانہ اور ظالم وجاہل لوگوں نے ان پاک کتابوں اور صحائف کو بھی ایسا بگاڑا کہ ان میں سے ایک بھی اپنی اصلی حالت میں نہ رہی اور بجائے قوم کی رہنمائی کے بگاڑنے کا موجب بننے لگی۔اس ظلم کا نشانہ بننے والی کتب اس رحمۃ للعالمین ﷺ سے رحمت کا فیض پاتی ہیں وہ آتے ہی انکی گرد صاف کرتا ہے انکے موتیوں کو اکٹھا کرتا ہے ان کے الہامی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اور **کتب قیمہ** میں جمع کر کے یہ اعلان عام کرتا ہے کہ ان کتابوں پر ایمان لانا بھی تمہارے ایمان کا جزو اعظم ہے۔اسطرح کتب سماوی بھی فیضان محمد مصطفیٰ ﷺ سے مستفید ہوئے۔

یہ عظیم الشان رسول ﷺ عالمین میں شامل اجرام فلکی ہوں یا فرشتے یا کتب سماوی یا گزشتہ انبیاء سب کے لئے رحمۃ اللعالمین تھا۔جہاں وہ پوری زمین کو عبادت کے لئے پاک قرار دے کر پوری زمین کو پاک کرتا ہے وہاں اندھیری راتوں میں سجدوں میں گھنٹوں گڑگڑا کر غار حرا جیسی اندھیری غاروں کو خدا کے نور سے منور کر دیتا ہے اور اقوام عالم کیلئے دنیا کا سب سے بڑا انعام قرآن کریم کی صورت میں لاتا ہے۔

جہاں وہ تمام نبیوں کا سردار ہونے کے باوجود **لا تفضلونی علی موسیٰ** کہہ کر عجز کی راہوں سے تمام مذاہب کے دل جیت لیتا ہے وہاں ہر قوم کی عبادت گاہ کی حفاظت انکی عزت و احترام کو بڑی شان کے ساتھ قائم کر کے پوری دنیا کو امن کا چارٹر دے کر عظیم احسان کرتا ہے۔

وہ یتیم ہونے کے باوجود یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے اور انکی پرورش کرنے والوں کو جنت میں اپنے ساتھ کی خوشخبری دیتا ہے اور والدین سے محروم ہونے کے باوجود ماں باپ کے لئے **واخفض لھما جناح الذل** کا حکم دیتا ہے اور انکی اطاعت کو سب سے بڑی نیکی قرار دیتا ہے۔وہ بادشاہ تھا لیکن ہر مسکین کو اپنے ساتھ بٹھاتا اور **الفقر فخری** کا اعلان کر

کے تمام حاجت مندوں کے لئے اپنے دربار کے در کھولتا ہے۔ الکاسب حبیب اللہ کہہ کر مزدور کو ایسی جزا دیتا ہے جو ہر لعل و جوہر سے بڑھ کر ہے۔ جو غلام کو خواہ زیدؓ ہو یا انسؓ اپنا بیٹا بنا کر شہزادہ کا درجہ عطا کرتا ہے اور بلالؓ حبشی کو امان کا جھنڈا عطا کرتا ہے اور غلامی کی زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سیدنا بلال بنا دیتا ہے۔ عورت جس کو انسان بھی نہ سمجھا جاتا تھا کہیں اس کے قدموں میں جنت لا ڈالتا ہے تو کہیں بیٹیوں کے والدین کو جنت کی خبر دیتا ہے تو کہیں بے بس، بے سہارا عورتوں کو جو ورثہ کا حق نہ رکھتی تھیں مالکن بناتا ہے اور بیویوں سے حسن سلوک کر کے انکے ایسے حقوق قائم کرتا ہے کہ بیوی کو ملکہ بنا کر گھر کا تخت عطا کرتا ہے۔

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

وہ ہمسایوں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور اس سلوک کو کمال تک پہنچاتا ہے اور اکرموا الضیف کے حکم سے مہمانوں کی مشکلات کو دور کرتا ہے۔ وہ راستوں کے حقوق بھی قائم کرتا ہے اور اماطۃ الاذی عن الطریق کے اعلان سے ہر راہ کو صاف کرتا ہے، من غش فلیس منا کہہ کر، بازاروں سے شراب کی دوکانیں ہٹا کر، مے خانوں کو ویران کر دیتا ہے اور بازاروں کو حسن عطا کرتا ہے۔

وجعلت دسکرۃ المدام مخربا واذلت حانتھا من البلدان

(القصائد الاحمدیہ ص:۳)

وہ جنگوں میں کسی بوڑھے، بچے، عورت پر تلوار اٹھانے سے منع کرتا اور درختوں اور فصلوں کی تباہی سے روکتا ہے اور جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کو انتہا تک پہنچاتا ہے اور انکی رہائی کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

وہ رحمۃ للعالمین ﷺ جانوروں اور پرندوں پر اپنا لطف و کرم اس طرح دکھاتا ہے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی شکایتیں کر کے اسکا ازالہ کرواتے نظر آتے ہیں۔ وہ انکو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دے کر انہیں زیادہ تکلیف سے بچاتا ہے تو کہیں درخت اسکی رأفت و محبت میں آنسو بہاتے نظر آتے ہیں۔ وہ رحمۃ للعالمین ﷺ بدترین دشمنوں کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرتا اور انکا جنازہ پڑھاتا ہے۔ وہ فتح مکہ کے موقع پر ان ظالموں کے ظلموں کو یاد کر کے اپنی انتقام کی آگ نہیں بجھاتا بلکہ لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر کہ جاؤ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں بخشش کا عظیم الشان اعلان کرتا ہے۔ ابو سفیان کے گھر کو امان قرار دے کر دشمنوں کے دلوں کو خدا کے دربار میں جھکا دیتا ہے اور ہندہ جیسی دشمن بھی آپ کی رحمت سے فیض پا کر لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے جہنم سے نجات پاتی ہے۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام علیک الصلوٰۃ علیک السلام

وہ رحمۃ للعالمین ﷺ آسمانوں کا سفر کرتا ہے۔ دنیٰ فتدلی کے تحت خدا کے پہلوں سے اتنا لذ جاتا ہے کہ اس کے

درخت وجود کی ہر شاخ انسانیت کیلئے رحمت کے پھلوں سے جھک جاتی ہے۔ اللہ اللہ یہ رحمۃ للعالمین ﷺ جس طرح ماضی اور حال میں اپنی رحمت کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے دنیا کو ہر دکھ سے پاک کرتا ہے وہاں مستقبل میں آنے والی ہر آزمائش اور برے حالات کی خبر دی۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے آئندہ قیامت تک آنے والی دنیا کو اپنے روحانی فیض جاری کا خوشخبری دی۔ پھر دیکھیں وہ تمام دنیا جو بعث بعد الموت ظاہر ہوگی وہ اس رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت سے فیض پائے گی اور جہنم سے نجات کی واحد راہ رحمۃ للعالمین ﷺ ہی قرار پائی۔ وہ رحمت عالم ﷺ وسیلہ بنتا ہے۔

میں اس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔

"درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا وہ مربی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کو ملزم ٹھہرایا۔" (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ: ۱۷)

اللھم بارک علیٰ محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

بیعت کیلئے بنیادی شرط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں داخل ہونے کے لئے دس شرائط مقرر فرمائی ہیں ان میں ایک اہم شرط یہ ہے کہ ہر بیعت کرنے والا یہ عہد کرے کہ وہ

"بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں"

﴿کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ: 19﴾

﴿مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان﴾

روایات رفقائے کرام کی روشنی میں

سیدنا مسیح موعودؑ کے عہد کے جلسہ سالانہ کی کیفیات

﴿مرسلہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب﴾

سلسلہ عالیہ احمدیہ عالمگیر کا پہلا جلسہ دسمبر 1891 میں ہوا جس میں 75/احباب کرام شامل ہوئے۔ یہ جلسہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہے۔ اعلام الٰہی کے مطابق منعقدہ اس جلسہ کی برکت وتاثیر سے آج دنیا کے بیسیوں ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد کئے جاتے ہیں جو لاکھوں سعید روحوں کی اصلاح وتربیت کا باعث بنتے ہیں۔ ایک صدی اور بیس سال بیت گئے تاہم دور مسیح موعود علیہ السلام کے جلسوں کی برکات وتاثیرات بڑھتی ہی جارہی ہیں اور قیامت تک یہ ان برکات وعنایات کا فیضان بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ ایک ملک میں اگر جلسہ پر پابندی ہے تو کیا ہوا اب تو گھروں میں بیٹھے دسیوں ممالک کے جلسے ہم بلاواسطہ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ الاول فالاول کے مصداق وہی جلسے ہیں جو حضور علیہ السلام کے زمانے قادیان کی بستی میں رونما ہوئے اور سلسلہ احمدیہ کی موجودہ اور آئندہ نسلیں اس بات پر فخر کریں گی کہ ہمارے بزرگان بھی ان ابتدائی جلسوں میں شامل ہوئے۔ اس مضمون میں قادیان کے ابتدائی جلسوں میں شامل ہونے والے رفقاء کرام کی بعض روایات پیش ہیں۔

پہلے جلسہ کے بارہ میں **حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی** تحریر کرتے: ’’سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا سالانہ اجلاس دسمبر 1891ء میں ہوا۔ اس جلسہ پر کل مل ملا کر 76 کے قریب دوست جمع ہوئے تھے اور صرف اس قدر ہی کارروائی ہوئی کہ 27/دسمبر 1891ء کو بعد نماز ظہر رسالہ ’’آسمانی فیصلہ‘‘ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھ کر سنایا۔‘‘

(الحکم قادیان 10 جنوری 1903ء ص 12)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’بیان کیا مجھ سے **میاں عبداللہ سنوری** نے کہ جس سال (یعنی 1891ء میں) پہلا جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں حضرت صاحب نے جو تقریر فرمائی تھی۔ اس سے پہلے حضرت صاحب نے میرے متعلق بھی یہ فرمایا تھا کہ میاں عبداللہ سنوری ہمارے اس وقت کے دوست ہیں جبکہ ہم گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اور یہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ تا آپ لوگ ان سے واقف ہوجاویں۔ پھر اس کے بعد تقریر شروع فرمائی۔‘‘ (سیرت المہدی، حصہ اول، روایت نمبر 173)

حضرت صوفی نبی بخش ولد میاں عبدالصمد صاحب جو پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے بیان کرتے

ہیں: "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور رسالہ موسوم بہ آسمانی فیصلہ شائع کیا جس میں قریباً 80یا کچھ کم احباب شامل جلسہ ہوئے۔ یہ پہلا جلسہ ہے جو قادیان میں ہوا.......... یہ جلسہ بڑی (بیت) میں جو آجکل (بیت) اقصیٰ کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوا۔ سب سے آخیر حضور مسیح الموعود تشریف لائے۔ جس وقت حضور (بیت) میں تشریف لائے اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو میں نے حضور کو پہچان لیا اور فوراً بجلی کی طرح میرے دل میں ایک لہر پیدا ہوئی کہ یہ وہ مبارک وجود ہے جس کو میں نے ایام طالب علمی یعنی ستمبر 1882ء کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے اس دن وہ لباس پہنا ہوا تھا جس لباس میں وہ مجھے خواب میں ملے تھے۔ جب یہ جلسہ ختم ہوا تو حضور (بیت) اقصیٰ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہوگئے اور ہر ایک ان سے مصافحہ کرتا اور رخصت ہوتا۔ سب سے آخیر میں نے مصافحہ کیا کیونکہ میرے دل میں کچھ خاص بات عرض کرنی مقصود تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پہلے ایک کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ شخص نیک ہے تو آپ کی بیعت نور علیٰ نور ہوگی اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اس کی بیعت فسخ ہوجائے گی اور ہماری بیعت رہ جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم خود تمہیں بلالیں گے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حضور کا خادم حامد علی صاحب مرحوم مجھے بلا کر لے گیا اور میں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔"

(رجسٹر روایات نمبر 5، زیر عنوان روایات صوفی نبی بخش ولد میاں عبدالصمد صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ: "**حافظ نور محمد صاحب** نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ غالباً دوسرا یا تیسرا سالانہ جلسہ تھا۔ کہ حضور ایک دن عشاء کی نماز کے لئے (بیت) میں تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا کہ مولوی صاحب (مراد غالباً حضرت خلیفہ اوّل ہیں) میرے دل میں یہ آیات گزری ہیں کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)۔ اور یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (الماعون:8)۔ پھر حضور نے ان آیات کی اس قدر تشریح فرمائی کہ حاضرین نے متاثر ہوکر چیخیں مارنی شروع کردیں۔ بعد ازاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے سورۃ مریم کی قرأت سے نماز شروع کی اور بحالتِ نماز بھی ویسا ہی رونے اور چیخنے کا شور پڑا ہوا تھا جو بعد میں کم نظر آیا ہے۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر میں فرمایا کہ دُعا میں اس قدر اثر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دعا سے پہاڑ چل پڑتا ہے تو مَیں اُسے یقین کرونگا اور اگر کوئی کہے کہ دعا سے درخت نقل مکانی کر جاتا ہے تو مَیں اسے سچ مانوں گا۔ ایک (مومن) کے پاس سوائے دُعا کے اور کوئی ہتھیار نہیں۔ یہی تو وہ چیز ہے جو انسان کی رسائی خدا تعالیٰ تک کرادیتی ہے۔"

(سیرت المہدی، حصہ سوم، روایت نمبر 499)

حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی دوسرے جلسہ سالانہ کے موقع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت دی اور باربار لکھنے پر جلسہ پر تشریف لائے اور تقاریر سن کر اسقدر متاثر ہوئے کہ آپ نے بیعت کرلی۔ اس جلسہ کے بارہ

میں حضرت میر صاحب تحریر کرتے ہیں: مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے اگرچہ پیشتر بسبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا۔لیکن مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا مگر یہ انہیں کا حوصلہ تھا آجکل کے مولوی تو اپنے سگے باپ سے بھی اس شفقت اور عزت سے پیش نہیں آتے ۔میں ۲۷ تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان میں پہنچا اس وقت مولوی حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب کی تائید میں بیان کررہے تھے ۔اور قریب ختم کے تھے ۔افسوس کہ میں نے پورا نہ سنا۔لوگوں سے سنا کہ بہت عمدہ بیان تھا۔پھر حامد شاہ صاحب نے اپنے اشعار مرزا صاحب کی صداقت اور تعریف میں پڑھے ۔لیکن چونکہ مجھے ہنوز رغبت نہیں تھی ۔اور میرا دل غبار آلودہ تھا۔کچھ شوق اور محبت سے نہیں سنا۔لیکن اشعار عمدہ تھے ۔اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عنایت فرماوے۔

جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے ۔تو میرا دل نرم ہوا گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی ۔جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا۔اور غیظ وغضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا۔اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا۔اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی ۔مرزا صاحب کے سوا اور کئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے کہ جن کو میں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا۔اب ان کو محبت اور الفت سے دیکھنے لگا۔اور یہ حال ہوا کہ کل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محبّ تھے ۔وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے ۔بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا۔جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہوگئے ۔اور آنکھیں کھل گئیں............

اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے ۔جن کے چہروں سے (۔) نور ٹپک رہا تھا۔امیر ،غریب ، نواب ،انجینئر ،تھانہ دار ،تحصیلدار ،زمیندار ،سوداگر ،حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے ۔ہاں چند مولوی بھی تھے ۔مگر مسکین مولوی۔ مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کا لفظ یہ مرزا صاحب کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب سے مل کر مولوی بھی مسکین بن جاتے ہیں ۔ورنہ آجکل مسکین مولوی اور بدعات سے بچنے والا صوفی کبریت احمر اور کیمیائے سعادت کا حکم رکھتا ہے ۔

(حیات ناصر مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی بار اول ،دسمبر 1927 صفحہ 61)

حضرت صوفی غلام محمد صاحب مربی ماریشس جو کہ از رفقاء تین صد تیرہ جو ایک ابتدائی جلسہ میں شامل ہوئے بیان کرتے ہیں: غالباً ہم دونوں (حضرت منشی رستم علی خان صاحب کورٹ انسپکٹر اور حضرت صوفی صاحب) بٹالہ سے قادیان پاپیادہ چل کر آئے تھے اور پہلے پہل اس سفر میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ۔اس وقت قادیان میں تعلیم الاسلام سکول نہ تھا۔مہاجرین بھی حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دو ایک نو (احمدی) کے بالکل نہ تھے ۔حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے گھر میں سالن اور ترکاری تیار ہو کر آتی اور باہر مہمانوں کو میاں حافظ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی کھلایا کرتے تھے اور نان بائی اس وقت میاں غلام حسین صاحب تھے۔ اگر چہ میری عمر قریباً چودہ سال تھی۔ مگر مجھے خوب یاد ہے کہ میں نے حضرت احمد مہدی مسعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے کھانا کھایا۔ مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا کھانے سے ہی ثبوت کی بو آتی ہے۔ یہ میرے وجدان کی بات ہے اس کی پرواہ نہیں کہ بعض لوگ اس پر ہنسی اور مضحکہ اڑائیں گے۔"

(الحکم قادیان 21 ستمبر 1934ء)

حضرت منشی احمد دین صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں: "اس عاجز نے 1896ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی ہوئی ہے۔ یہ عاجز کبھی کبھی جلسہ سالانہ پر جایا کرتا تھا۔ 1898ء کو بھی یہ عاجز جلسہ سالانہ پر گیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب سیر کو گئے تو بندہ بھی ساتھ تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جہاں اب بورڈنگ بنا ہوا ہے وہاں ایک جنگلی بوٹی قد آدم سے کچھ چھوٹی بہت ہوتی تھی۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہو گئے تو کسی دوست نے اپنی چادر وہاں بچھا دی اور حضور چادر پر بیٹھ گئے اور مولوی مبارک علی صاحب مرحوم جو چھاؤنی سیالکوٹ کے باشندے تھے ایک قصیدہ فارسی زبان میں اپنی دوری اور معافی کا پڑھنا شروع کیا۔ حضرت بہت دیر تک سنتے رہے اور فرمایا اچھا۔ تو وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔ مفتی محمد صادق صاحب آپ کے گرد حلقہ باندھے چلا کرتے۔ چونکہ مفتی صاحب ان دنوں جوان تھے۔ پھر بھی حضرت صاحب کی رفتار کی برابری مشکل ہی کرتے تھے۔ وہاں سے (بیت) مبارک میں آ گئے۔" (رجسٹر روایات رفقاء جلد 3 صفحہ 38)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ: "**قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری** نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے پہلی مرتبہ دسمبر 1902ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی، حصہ سوم، روایت نمبر 891)

حضرت سید دلاور شاہ صاحب ولد سید حسین شاہ صاحب آف لاہور جو 1904ء کے جلسہ میں شامل ہوئے بیان کرتے ہیں: "1904ء کا سالانہ جلسہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب والے مکان میں ہوا تھا۔ شیخ یعقوب علی صاحب حضور کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور سیڑھی سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا وقت ہے؟ شیخ صاحب نے اپنی گھڑی دیکھ کر وقت بتایا غالباً دس بج چکے تھے۔ حضور کے ہاتھ میں جو عصا تھا اس کے سہارے سے کھڑے ہو کر تقریر شروع فرمائی اور قریباً چھ گھنٹے حضور کی تقریر جاری رہی۔ اور حضور نے بعد میں وقت دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ اب میں تقریر کو ختم کرتا ہوں پہلے دوست ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور اس کے بعد صبح وشام کا کھانا کھائیں اور پھر مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھ کر اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو رہیں۔ جب میں بیعت کر کے واپس آیا تو گھر میں کسی نے مخالفت نہیں کی۔ اس لئے کہ مولوی

محمد غوث شاہ صاحب جو میرے ماما تھے ان کی موجودگی میں کسی کو میری مخالفت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔''

(رجسٹر روایات رفقاء جلد 12)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''**بابا کریم بخش صاحب سیالکوٹی** نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا کہ ۱۹۰۵۔۰۶ء کے جلسہ کا واقعہ ہے کہ میں (بیت) اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے لئے آیا۔ اس وقت (بیت) اقصیٰ چھوٹی تھی۔ مَیں نے جوتیوں پر اپنی لوئی بچھا دی۔ اور چوہدری غلام محمد صاحب و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی بھی وہاں نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آ گئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قریب کے مکان والے آریہ نے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ کیونکہ اس کے مکان کی چھت پر بعض اور دوست نماز پڑھ رہے تھے۔ جب وہ گالیاں دے رہا تھا۔ حضور منبر پر تشریف لے گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات اور لوگوں کے مظالم بیان کرنے شروع کئے۔ جس پر اکثر دوست رونے لگے۔ اسی اثناء میں مَیں کسی کام کے لئے بازار میں اُترا۔ واپسی پر دیکھا کہ بھیڑ زیادہ ہے۔ اتنے میں حضور کے یہ الفاظ میرے کان میں پڑے کہ ''بیٹھ جاؤ'' جو حضور لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ مَیں یہ الفاظ سنتے ہی وہیں بازار میں بیٹھ گیا۔ اور بیٹھے بیٹھے (بیت الذکر) کی سیڑھیوں پر پہنچا۔ اور حضور کی تقریر سُنی۔'' (سیرت المہدی، روایت نمبر 741)

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب پوہلہ مہاراں تحصیل نارووال جو 1905 کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے بیان کرتے ہیں: ''جلسہ سالانہ 1905ء میں شمولیت کے لئے خاکسار بمع دیگر احمدیان .... اجنالہ تک پیدل گئے۔ اجنالہ سے ٹمٹم پر سوار ہو کر امرتسر گئے۔ امرتسر سے گاڑی پر سوار ہو کر رات گیارہ بارہ بجے بٹالہ میں اترے۔ ایک سیّد غیر احمدی کی مسجد میں شب باشی کی۔ رات کو روٹی نہ ملی بھوکے رہے۔ علی الصباح بٹالہ سے پیدل قادیان دارالامان روانہ ہوئے۔ خدا کے فضل سے دارالامان پہنچے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دالان میں تقریر فرما رہے تھے۔ (جہاں اب مرزا بشیر احمد صاحب کا مکان رہائشی ہے۔ یہیں پہلے مہمان خانہ ہوتا تھا) تقریر سورہ بقرہ رکوع نمبر 1 و سورہ دھر کی تفسیر تھی۔ نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ کی تشریح تھی...... جب تقریر سے فارغ ہوئے تو باوجود آٹھ پہر فاقہ کشی کے کوئی تکلیف نہ تھی نہ ہی بھوک تھی حضور کی تقریر نے سیر کر دیا تھا۔ اس وقت جمعہ کی (ندا) ہو رہی تھی میں حضور کے ساتھ تھا ایک دوست آئے انہوں نے عرض کیا کہ حضور (ندا) جمعہ ہو رہی ہے دوستوں نے روٹی بھی کھائی ہے کیا کیا جاوے۔ تو حضور نے فرمایا کہ پہلے طعام پھر کام۔

(رجسٹر روایات رفقاء جلد 3 روایات غلام محمد صاحب نارووال)

حضرت حامد حسین خان مراد آبادی جو 1907 کے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے بیان کرتے ہیں: ''1907ء میں جلسہ کے موقع پر میں قادیان حاضر ہوا۔ غالباً صبح کی نماز کے لئے یا نماز کے بعد (بیت) مبارک میں اوپر زینہ پر چڑھ رہا

تھا۔ حکیم عبدالصمد صاحب ساکن انچولی ضلع میرٹھ میرے ہمراہ تھے۔ ناگاہ حضرت اقدس نے اس دروازہ میں سے (جو بیت مبارک میں ہے۔ جس میں سے حضرت (خلیفۃ المسیح الثانی) اب (بیت) مبارک میں تشریف لاتے ہیں اور اسی میں سے تشریف لے جاتے ہیں) آواز دی کہ مفتی صاحب (حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بھیروی) کو بلاؤ۔ اس وقت اور بہت سے دوست زینہ پر موجود تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور مفتی صاحب آتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مفتی صاحب مکرم تشریف لے آئے۔ چونکہ زینہ میں بہت سے دوست جمع ہوگئے تھے۔ اس خیال سے کہ حضور کا ارشاد سنیں کہ مفتی صاحب کو کیا حکم ہوتا ہے؟ بڑی تنگی تھی بڑی مشکل سے مفتی صاحب کے لئے جگہ کی گئی اور مفتی صاحب دروازہ کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو آج شب کو یہ الہام ہوا ہے۔ ''یا نبیُ اَطْعِمِ الْجَائِعَ وَ الْمُعْتَر'' (نوٹ: الہام کے اصل الفاظ یوں ہیں: ''یاآیھا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ) اور فرمایا کہ:۔

''آج پہلی مرتبہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح مخاطب فرمایا ہے۔ آپ جا کر دیکھیں کہ کچھ مہمان بھوکے تو نہیں رہے۔'' مفتی صاحب پنسل کاغذ ہمراہ لے گئے تھے۔ فوراً مفتی صاحب نے اول وحی الٰہی کو نوٹ کیا اسکے بعد مہمانخانہ میں پہنچے۔ (اس وقت مہمان خانہ وہاں نہ تھا جہاں اب ہے) دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ رات بعض دوست جو دیر سے باہر سے آئے تھے بھوکے رہ گئے اور کھانا نہ مل سکا۔ مفتی صاحب نے واپس آکر حضرت اقدس کو رپورٹ عرض کی۔ پھر ہم چلے آئے۔'' (رجسٹر روایات رفقاء جلد 3 روایات حامد حسین خان صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ بیان کرتے ہیں:

''**ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب** نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) جن کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی ہوگی۔ پوچھا کہ میاں یاد بھی ہے کہ آج میں نے کیا تقریر کی تھی۔ میاں صاحب نے اس تقریر کو اپنی سمجھ اور حافظہ کے موافق دہرایا تو حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے خوب یاد رکھا ہے۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم، روایت نمبر 656)

نماز میں کسل کا مطلب کیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:۔

''بعض لوگ جو نماز میں کسل کرتے ہیں۔ اور یہ کئی قسم کی ہے۔

1۔ وقت پر نہیں پہنچتے، 2۔ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے، 3۔ سنن اور واجب کا خیال نہیں رکھتے،

کان کھول کر سنو! جو نماز کا مضیع ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔''

﴿خطبات نور جلد 2 صفحہ 98،97﴾

میں لے کے آیا ہوں کچھ آنسوؤں کے نذرانے

میں لے کے آیا ہوں کچھ آنسوؤں کے نذرانے　　کہاں پہ ہو گی ملاقات پھر خدا جانے
لٹا کے جاں بھی جنہیں عشق میں قرار نہیں　　صلائے عام دیئے جا رہے ہیں دیوانے
عجب ادا سے بھری بزم سے اٹھے میکش　　بفرطِ شوق چلے ساتھ ساتھ میخانے
وقار ایسا کہ سر جھک گئے پہاڑوں کے　　قرار ایسا کہ حیرت زدہ ہیں بیگانے
وہ چاہتوں کے پیامی محبتوں کے سفیر　　اٹھے ہیں یوں کہ حقیقت بنے ہیں افسانے
جہاں نے دیکھا ہے نظارہ سارا حیرت سے　　کہ جیسے شمع پہ قرباں ہوئے ہیں پروانے
نہ ظلم ایسا کہیں دیکھا یا سنا پہلے　　پہ مسکرا کے فدا ہو گئے ہیں فرزانے
کسے نصیب ہے یہ تمکنت، یہ نور یقیں　　کوئی دکھا دے یہ انداز کوئی پہچانے
ہیں آج ایک ہی صف میں سبھی امیر و غریب　　بنے ہیں آج مشاہیر کل تھے انجانے

چلے ہیں گھر کو لئے درد ہم مگر طاہرؔ
جبیں جھکائے ہوئے سر بصد فخر تانے

﴿مکرم طاہر عارف صاحب﴾

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

(مکرم زبیر احمد صاحب۔ملتان)

خدائے پاک نے بار بار اپنے قریبیوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے۔اولاد کی اچھی تربیت بھی اسکا اہم پر حق ہے۔آنحضرت ﷺ سے گھر میں بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے جہاد کے برابر قرار دیا۔نیز اگر کسی شخص کی بچیاں ہوں اور وہ انکی خوب اچھی طرح پرورش اور تربیت کرے تو اسے جنت کی بشارت فرمائی۔

سورۃ لقمان میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو دس نصائح درج ہیں۔جو شرک سے اجتناب، والدین سے حسن سلوک،نماز کا قیام، اچھی صحبت اختیار کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ،تکبر سے بچنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا، ترش روئی سے بچنا،میانہ روی اختیار کرنا وغیرہ ہیں۔آنحضرت ﷺ نے ایک طرف تو اولاد کا احترام کرنے کا ارشاد فرمایا ''اکرمو اولادکم ''اور ساتھ ہی ''احسنوا ادبھم'' بھی فرمایا۔یعنی انکو ادب آداب بھی سکھاؤ۔یہ نہیں کہ احترام کرتے ہوئے کھلی چھٹی دے دو۔

حضرت مسیح موعودؑ اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ اولاد کی تمنا صرف اسی صورت میں ہونی چاہئے جب وہ نیکی کی جانشین ہو نہ کہ محض دنیاوی وارث ہو۔آپؑ فرماتے تھے کہ میرے پہلے دو بیٹے (مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد) تو چھوٹی عمر ہی میں پیدا ہو گئے تھے لیکن مجھے انکی دنیاوی ترقی اور عہدوں میں کبھی دلچسپی نہیں ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل آم کی گٹھلی کی مثال دیتے تھے کہ جب نئی نئی اگتی ہے تو بچہ بھی آسانی سے اکھیڑ لیتا ہے۔لیکن جب پودا بڑھ جاتا ہے تو کوئی بڑا جوان بھی اکھیڑ نہیں سکتا۔اسی طرح بچپن کی عادات بڑے ہو کر پختہ ہو جاتی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا فرمان ہے کہ بچے کی تربیت کا اصل وقت وہ ہے جب ماں باپ اسے اچھال کر کھیل رہے ہوتے ہیں۔آپ اس خیال کے سخت خلاف تھے کہ ''ابھی بچہ ہے، بڑا ہو کر خود ہی سیکھ لے گا''۔حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ بچوں کی تعلیم وتربیت اور خصوصاً تعلیم القرآن پر بہت زور دیتے تھے۔حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا فرمان تھا کہ جو بچے آپ نے معاشرے کے رحم وکرم پر چھوڑ دیے وہ آپ دوسروں کیلئے پال رہے ہیں۔حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بچوں اور نوجوانوں سے اچھی امید رکھتے ہیں کہ وہ لوگ تربیتی جماعتی پروگراموں اور جماعتی تنظیموں سے تعاون کرتے ہیں مگر والدین کیلئے فکر مند ہیں کہ وہ اپنے فرائض صحیح ادا نہیں کر رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے کسی نے کہا کہ میرا بچہ گڑ بہت کھاتا ہے اسے نصیحت کریں۔انہوں نے اگلے دن آنے کو کہا۔اگلے دن نصیحت کی کہ بچے گڑ مت کھایا کرو۔جب پوچھا گیا کہ یہی بات تو آپ کل بھی کہہ سکتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ کل میں نے خود گڑ کھایا تھا تو میں کس منہ سے منع کر سکتا تھا۔بچہ نقال ہوتا ہے، وہ نصیحت سن کر اتنا اثر نہیں لیتا جتنا دوسروں کا نمونہ

پکڑتا ہے۔حدیث کی رو سے پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دی جاتی ہے۔جو اس بات کا اعلان ہے کہ اب بچے کی تربیت کا وقت شروع ہو چکا ہے۔موجودہ سائنس نے بھی ثابت کیا ہے کہ نوزائیدہ بچے کے کان میں پڑنے والی آوازیں اسکے لاشعور میں ٹھہر جاتی ہیں۔ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ عبدالسلام کی پیدائش سے پہلے ہی میں نے اسکی والدہ کو ریاضی حساب وغیرہ کی کتابیں پڑھنے کو دیں۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی ماں ہر وقت قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ اسلئے آپ کو پیدائش سے پہلے ہی قرآن سے رغبت ہوگئی۔

اولاد کی اصل تربیت آسانی سے تب ہوتی ہے جب ماں اور باپ دونوں تعاون سے کام لیں۔ورنہ بعض دفعہ نیک باپ کی تیار کردہ جنت سے ماں بچوں کو نکال دیتی ہے اور بعض دفعہ باپ بچوں کو دنیاوی جاہ طلبی کی راہ پر ڈال کر نیک ماں کی محنت کو ضائع کر دیتا ہے۔محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب مرحوم اور انکی مرحومہ بیوی محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کو حضور ایدہ اللہ نے ''اللہ ملائی جوڑی'' قرار دیا۔اس کے اثرات اولاد پر بھی ہیں۔آج کل کی مسموم فضا سے بچوں کو محفوظ رکھنے کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ ان میں خلافت سے محبت اور تعلق ڈالا جائے اور جماعتی تربیت اور تنظیمی اجلاسوں سے وابستہ کیا جائے۔کچھ لوگ اس معاملہ میں لاپرواہی کرتے ہیں اور بعض نادان تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اسلئے بچوں کو اجلاسوں اور اجتماعوں وغیرہ میں نہیں بھیجتے کہ انکی دانست میں بچے دوسرے بچوں سے غلط باتیں سیکھ آئیں گے۔ایسے بچے پھر آزاد معاشرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔اولاد کو جماعت کے تربیتی نظام سے وابستہ کرنے کا ایک اچھا طریقہ انکو جماعت کیلئے وقف کر دینا ہے اس کا ایک طریق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جاری کردہ وقف نو کا نظام ہے۔اس میں والدین جماعت کی رہنمائی میں بچوں کو آئندہ جماعتی خدمت کیلئے تیار کرتے ہیں۔خود بچوں سے بھی دو تین بار پوچھا جاتا ہے کہ کیا وہ اپنے عہد وفا پر قائم ہیں۔؟ البتہ یہ روح پیدا کرنے کی ذمہ داری بھی والدین پر ہے۔

آنحضرت ﷺ ایک طرف تو اپنے بچوں (نواسوں اور نواسیوں) کو انتہائی شفقت کیساتھ نماز میں بھی کندھوں پر سوار ہونے دیتے دوسری طرف اصولی تربیت اتنی سخت تھی کہ معصوم بچے کے منہ سے صدقہ کی کھجور زبردستی نکال لی۔صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ اپنے بچوں کی نگرانی اور تربیت بھی کرتے اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے معاشرے کا مفید وجود بناتے۔حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اسوہ تھا کہ قیمتی مسوّدہ صاحبزادہ محمود نے کھیل کھیل میں جلا دیا تو ذرّہ بھی پرواہ نہ کی لیکن جب دوسروں کی دیکھا دیکھی گرے ہوئے کیکر (کے درخت) سے مسواک بنالی تو آپ نے جواب طلبی فرمائی کہ کس کی اجازت سے ایسا کیا؟ حضرت اماں جان کہا کرتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے۔یہی اعتماد بچوں کو نیکی پر قائم رکھتا ہے۔

حضرت حافظ حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل اپنے بچوں کی عزت نفس کا بہت خیال رکھنے والے تھے۔لیکن بے جا خواہشیں پوری نہ کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے سید مولود شاہ بتاتے ہیں کہ بالکل بچپن میں آم کے درخت سے گرا ہوا پھل اٹھانے سے منع فرمایا کہ یہ باغ فروخت شدہ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح ثالثؒ نے

اپنے کالج کے طلباء کی تربیت ایسی فرمائی کہ لاہور کے یونیورسٹی اجلاسوں میں اس بات کا اعتراف ہوتا۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب ایسے کئی موقعوں کے گواہ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب لندن گئے تو آپ نے وہاں بچوں کے ساتھ تربیتی کلاسوں کے ذریعہ ایک انقلاب برپا کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب افریقہ کے دور دراز کے علاقہ میں تھے اور آپ کے بچے عیسائی سکول میں تھے تو بچوں کو آپ کی ہدایت پر مشرکانہ دعائیں اور نظمیں نہ پڑھنے پر روزانہ سزا ملتی رہی۔ حتی کہ افہام و تفہیم سے معاملہ طے پایا۔ (بحوالہ تشحیذ الاذہان خلیفۃ المسیح الخامس نمبر 2008ء)

اولاد کیلئے دعائیں نہ صرف ضروری ہیں (خواہ تربیت کتنی بھی اچھی ہوئی ہو) بلکہ تربیت کا سب سے آسان اور مؤثر ذریعہ ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ ایسے استادوں سے بہت ناراض تھے جو بچوں کو مارتے ہیں۔ آپؑ دعا پر زور دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد جو بشارت سے ہوئی تھی۔ انکے بگڑنے کا آپ کو کیا ڈر تھا مگر پھر بھی آپ نے اتنی گریہ وزاری سے انکے لیے نظموں میں دعائیں مانگی ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ آپؑ کی کوئی نماز ایسی نہ ہوتی جس میں اولاد کیلئے دعا نہ کی ہو۔ تربیت اولاد کے سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کے افراد پر عائد ہوتی ہے کیونکہ ان میں اکثر گھر کے سربراہ ہوتے ہیں اور اگر ان کے بچے بڑے ہو کر خود سربراہ بن چکے ہوں تب بھی یہ ان سب کے بزرگ شمار ہوتے ہیں۔ مجلس انصار اللہ کے عہد کے دہرانے میں اولاد کی ذمہ داری بار بار یاد دلائی جاتی ہے۔ یہ ذمہ داری نہ صرف اپنی اولاد کی بلکہ ساری جماعت کی اگلی نسل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کی اصلاح فرماتے ہوئے ہمیں آئندہ نسل کی ذمہ داریاں بھی پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نماز باجماعت کا جائزہ لیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔آپ نے یہ جائزہ لینا ہے کہ کتنے لوگ آتے ہیں اور پانچوں نمازوں پر کیا حاضری ہوتی ہے۔نمازوں کی حاضری بڑھائیں ۔جو نمازوں پر پہلے آتے تھے لیکن اب نہیں آتے ان کا پتہ کریں کہ کیا وجہ ہے ۔سب جماعتوں میں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔آپ اس سلسلہ میں جو کوشش کر رہے ہیں اگر جماعتوں سے اس کے نتیجہ کا آپ کو علم نہیں ہو گا تو آپ اپنا آئندہ کا پروگرام نہیں بنا سکتے“۔

﴿الفضل انٹرنیشنل 16؍جون 2006ء﴾

﴿مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان﴾

جہاد کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ میں جہاد یہی ہے کہ اعلاءِ کلمہ (دین) میں کوشش کریں۔'' (بدر قادیان 14 اگست 1903)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف جہاد کا وہ تصور منسوخ فرمایا ہے جو علماء نے اپنی طرف سے گھڑ لیا تھا۔ جب تک شرائط جہاد پوری نہ ہوں اس وقت تک جہاد کرنا منع ہے۔ اور وہ بھی جہاد کا صرف ایک حصہ ہے جو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے منع ہے۔ جہاں تک جہاد کے وسیع تر مضمون کا تعلق ہے **جہاد فی ذاتہٖ تو کبھی منسوخ ہو ہی نہیں سکتا۔** وہ ہر حال میں **لازماً** ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور ایسی ہوگی جسے مومن سرانجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں: ۔''اعلاءِ کلمہ (دین) میں کوشش کریں، مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں، دین متین (۔) کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت ﷺ کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں۔ **یہی جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔**''(بدر قادیان 14 اگست 1903ء) یعنی جہاد کی یہ صورت ہمیشہ کے لئے نہیں دوسری صورت سے مراد یہ ہے کہ جب دشمن (دین) مذہب کے خلاف جبر سے کام لے گا تو تمہیں بھی اجازت ہو جائے گی لیکن جب تک ایسی صورت ظاہر نہیں ہوتی اس وقت تک جہاد کی دوسری شکلیں ہیں جو تمہارے سامنے ہیں۔'' (خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 131)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائی پادریوں اور بعض جاہل مولویوں کے اس بگڑے ہوئے تصور جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا جس کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں جہاد بالسیف کے متعلق قرآنی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی مبارک سوانح وزندگی سب کو بیک جنبشِ قلم ترک کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظریہ جہاد بطور احسانِ عظیم ہے اور کسی بھی پہلو سے قابل اعتراض نہیں ہے۔

یہ ایک کھلی ہوئی سچائی ہے کہ ہر فرقے کے معتبر اور معزز علماء نے جن کو اکابر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ **بالاتفاق** جہاد بالسیف کی ممانعت کے فتاویٰ نہایت تفصیل سے جاری کئے۔ اہل حدیث، دیوبندی، حنفی، شیعہ غرضیکہ کونسا فرقہ ہے جس نے انگریز حکومت کے خلاف جہاد بالسیف کو حرام قرار نہ دیا ہو؟ اس سے وفاداری کا اعلان نہ کیا ہو؟ انگریز گورنمنٹ کی تعریف اور اس کے احسانات کا تذکرہ نہ کیا ہو؟ کیا سب علماء بشمول مولوی نذیر حسین دہلوی صاحب، مولوی محمد حسین بٹالوی

صاحب، نواب محمد صدیق حسن خان صاحب، علی الحائری صاحب، احمد رضا خان بریلوی صاحب، سر سید احمد خان صاحب، شبلی نعمانی، مولوی چراغ علی صاحب وغیرہ سب کے سب منکر جہاد ہیں؟ اور ان علماء و دانشوروں کو معتبر اور معزز سمجھنے والے ان کے معتقدین منکر جہاد ہیں اور دائرہ (دین) سے خارج ہیں۔عرب و عجم کے وہ علماء بشمول مکہ و مدینہ کے علماء جنہوں نے حرمت جہاد کے فتاویٰ پر دستخط کئے ان کے متعلق فتویٰ کیا ہوگا؟

رسالہ ترجمان وہابیہ از نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتا ہے:۔''1871 میں.....مولوی عبداللطیف خان بہادر مجسٹریٹ کلکتہ نے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ مشتہر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء مکہ و مدینہ وغیرہ کے فتوے نقل کئے تھے جس سے سرکار کو معلوم ہو جاوے کہ تمام فتاوائے مذکورہ کی رو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے۔'' (ترجمان وہابیہ صفحہ 48)

شورش کاشمیری صاحب بیان کرتے ہیں:۔''اپنی اس کھلی ہار (1857ء) کے بعد علماء نے پینترا بدلا اور زور دینا شروع کیا کہ ہندوستان دارالسلام سے دارالحرب ہوگیا ہے۔اس ذہنی صف بندی کی ایک گونہ تفصیلات ڈبلیو ہنٹر کی تصنیف ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' سے معلوم ہوتی ہیں۔اس کتاب کے آخر میں ان علمائے کرام کے فتاویٰ بھی درج ہیں جو جسمانی امن کے بعد انگریزی حکومت کے پرستاروں اور گماشتوں کی معرفت حاصل کئے گئے۔مثلاً شمالی ہند کے دو رام پوری اور سات لکھنوی علماء کا فتویٰ جو سید امیر حسین شاہ اسسٹنٹ کمشنر بھاگل پور کے استفتاء پر جاری کیا گیا اس پر 17 جولائی 1870ء کی تاریخ ثبت ہے''ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں؟'' کا جواب دیتے ہوئے ان علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ:۔''مسلمان رعایا کے پاس نہ اپنے حاکموں کے ساتھ لڑنے کی طاقت ہے نہ ان کے پاس ہتھیار ہیں برخلاف اس کے اگر لڑائی شروع کر دی جائے تو شکست ناگزیر ہے جس سے اسلام کی عزت کو نقصان پہنچے گا۔لہٰذا جہاد واجب نہیں۔ضروری ہے کہ جہاد کیا جائے تو اس میں مسلمانوں کی فتح اور اسلام کی برتری کا قیاس غالب ہو اگر اس قسم کے قیاس کا امکان نہ ہو تو جہاد ناجائز ہے۔''اسی کتاب میں ایک اور فتویٰ محمڈن سوسائٹی کلکتہ کی طرف سے مرقوم ہے جس میں جہاد کو بغاوت سے تعبیر کیا گیا اور مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ بغاوت کی صورت میں اپنے حاکموں کا ساتھ دیں۔یہ وہ زمانہ تھا جب جماعت مجاہدین کا قافلہ شمال مغربی سرحدی علاقوں میں سرگرم تھا اور انگریزوں نے ان پر لگاتار چڑھائیاں کر رکھی تھیں۔اس جذبے کو مدھم کرنے کے لئے جمال دین ابن عبداللہ، شیخ عمر حنفی مفتی مکہ معظمہ، احمد بن ذینی شافعی مفتی مکہ معظمہ اور حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ معظمہ سے اس مطلب کے فتوے حاصل کئے گئے کہ ہندوستان دارالسلام ہے۔''

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح و افکار از شورش کاشمیری صفحہ 140-141)

مودودی صاحب موجودہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کے حوالے سے بعض علماء کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔ ''وہ ایسے دارالکفر کو جو اسلامی اصطلاح کی رو سے درحقیقت دارالحرب نہیں ہے دارالحرب قرار دے رہے ہیں۔ یہ نہ صرف سوءِ تعبیر ہے بلکہ اپنے نتائج کے اعتبار سے مسلمانوں کی قومی زندگی کے لئے نہایت مہلک بھی ہے۔ ہندوستان اس وقت بلاشبہ دارالحرب تھا جب انگریزی حکومت یہاں اسلامی سلطنت کو مٹانے کی کوشش کررہی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کا فرض تھا کہ یا تو اسلامی سلطنت کی حفاظت میں جانیں لڑاتے، یا اس میں ناکام ہونے کے بعد یہاں سے ہجرت کرجاتے لیکن جب وہ مغلوب ہوگئے۔ انگریزی حکومت قائم ہوچکی اور مسلمانوں نے اپنے پرنسپل لاء پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ یہاں رہنا قبول کرلیا تو اب یہ ملک دارالحرب نہیں رہا۔ اس لئے کہ یہاں تمام اسلامی قوانین منسوخ نہیں کئے گئے ہیں نہ مسلمانوں کو سب احکام شریعت کے اتباع سے روکا جاتا ہے نہ ان کو اپنی شخصی اور اجتماعی زندگی میں شریعت اسلامی کے خلاف عمل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ **ایسے ملک کو دارالحرب ٹھیرانا اور ان رخصتوں کو نافذ کرنا جو محض دارالحرب کی مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر دی گئی ہیں۔ اصول قانون اسلامی کے قطعاً خلاف ہے اور نہایت خطرناک بھی ہے**۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو اس ملک میں اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرنے کے جو تھوڑے بہت اختیارات حاصل ہیں ان سے بھی وہ خود بخود دست بردار ہوجائیں گے۔''

(سود، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مکتبہ جماعت اسلامی لاہور صفحہ 77-78)

میاں سید نذیر حسین صاحب دہلوی مشہور عالم حدیث کے متعلق ان کی سوانح ''الحیاۃ بعد المماۃ'' میں لکھا ہے:۔

''میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانہ غدر 1857 میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیا نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ بلڑ تھا بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بے چارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ حشرات الارض خانہ بر اندازوں نے تمام دہلی کو خراب، ویران تباہ اور برباد کردیا۔ شرائط امارت وجہاد بالکل مفقود تھے۔ ہم نے تو اس فتویٰ پر دستخط نہیں کیا مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے۔ مفتی صدرالدین صاحب چکر میں آگئے۔ بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے مگر وہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہورہے تھے کرتے تو کیا کرتے''

(الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۲۵ مولفہ حافظ عبدالغفار صاحب سلفی امام محمدی مسجد۔ ناشر مکتبہ شعیب۔ حدیث منزل کراچی نمبر ۱)

نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں:۔ ''علماء اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمانروا ہیں اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے۔ ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے اور جب یہ ملک دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنے؟ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دارالحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی

وغیرہ۔ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن وامان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں جب تک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرض یہ کہ دار الحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک ہرگز جائز نہیں۔" (ترجمان وہابیہ صفحہ 15)

پھر لکھتے ہیں: "ہم کو بڑا تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے غدر میں بغیر وجود شرائط کے، اور بغیر وجود امام کے، اور بغیر اتباع شرع کے، باوجود قتل کرنے لڑکوں اور عورتوں کے جو محض بے گناہ اور معصوم تھے کیونکر فتویٰ دے دیا کہ یہ ہڑبونگ جاہلوں کا اور بھیڑ مفسدوں کا اور جھگھٹا بے وقوفوں کا جہاد ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ فتویٰ کس قرآن سے نکالا اور کونسی حدیث سے ثابت کیا؟" (ترجمان وہابیہ ص 16)

ماہنامہ الحق اکوڑا خٹک جہاد کے حوالے سے لکھتا ہے: **مکی دور آج بھی اسوہ ہے**: چنانچہ تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاد بمعنی جنگ وجدل یعنی جہاد عسکری مکی دور میں فرض نہیں تھا۔ بلکہ وہ مدنی دور میں فرض ہوا اور مکی دور میں جو جہاد فرض تھا وہ جہاد کی پہلی شکل یعنی قولی یا "دعوتی جہاد" تھا جو پرامن تبلیغ کا نام ہے کیونکہ مکی دور میں مسلمان مغلوب تھے اور اس بنا پر وہ جہاد کی دوسری شکل (عسکری جہاد) پر عمل کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے لہٰذا ہر دور کے مسلمانوں کے لئے یہ دو نمونے ہیں کہ ہر دور کے احوال وکوائف کے مطابق جو جہاد وقت کے لحاظ سے مناسب ہو اس پر عمل کر کے اپنا شرعی فریضہ ادا کرتے رہیں۔" (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک جلد 36 شمارہ 8۔ مئی 2001ص 18-32)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "اب یہ زمانہ کسر صلیب کا ہے۔ تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جس طرح۔ اور جن آلات سے کفار تم پر حملہ کرتے ہیں۔ انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے (دین) پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں۔ لہٰذا ضرور ہے کہ اُن کا جواب قلم سے دیا جاوے اگر تلوار سے دیا جاوے گا تو یہ اعتداء ہوگا جس سے خدا تعالیٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرۃ:۱۹۱)" (ملفوظات 4 ص 231)

آپؑ فرماتے ہیں: "دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو۔ جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد 17 ص 15)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے گئے تھے۔ اس بات کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپؑ نے 100 برس پہلے فرمایا تھا:۔

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا　　　وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیش گوئی ہے　　　کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

امت کا انتشار وزوال بالخصوص جہاد بالسیف کی ہر کوشش کی ناکامی قطعی دلیل بن گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بیان کی تھی۔ مشہور کالم نویس مکرم حسن نثار صاحب تحریر کرتے ہیں:۔ ''حیرت ہے تو اس بات پر کہ صدیوں کی مسلسل ہزیمت شرمندگی اور خواری کے باوجود ہمیں اندازہ نہیں ہو رہا کہ ہم اپنی نشاۃ ثانیہ کیلئے جو نسخے اور فارمولے اٹھائے پھر رہے ہیں وقت نے انہیں لغو، بے معنی، بے بنیاد، بودے اور کھوکھلے ثابت کر دیا ہے۔''

(کالم ''چوراہا'' روزنامہ ''جنگ'' 21 فروری 2004ء)

کالم نگار اسد مفتی صاحب مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:۔ ''**تاریخ شاہد ہے کہ گزشتہ دو سو برس میں مسلمانوں نے جب بھی ''جہاد'' کا نعرہ بلند کیا اس نعرے سے خود ان ہی کا دامن جلا**، سوویت یونین کی مخالفت سے لیکر 11 ستمبر کے حملوں تک ان جہادی تنظیموں، عسکریت پسندوں، فدائین اور انتہا پسندوں نے صرف امریکہ کو مضبوط کیا ہے لہٰذا میری خبر میں جذباتی نعروں دہشت گرد تحریکوں اور جہادی تنظیموں سے کچھ ہونے والا نہیں۔ میرے حساب سے **مسلمانوں کے حق میں یہی بہتر ہے کہ وہ جہاد کے بجائے جدید عصری تعلیم کے حصول میں لگ جائیں۔**''

(کالم ''اندھے جہاد کا نتیجہ'' از اسد مفتی صاحب۔ روزنامہ ''آج کل'' لاہور 23 اکتوبر 2008ء)

علامہ وحید الدین خان صاحب لکھتے ہیں:۔ پچھلی صدیوں میں برصغیر ہند میں نیز پوری مسلم دنیا میں مسلم رہنماؤں نے بار بار بڑے بڑے اقدامات کئے ہیں۔ ان اقدامات میں غیر معمولی جانی و مالی قربانیاں دی گئی ہیں۔ مگر یہ تمام اقدامات مکمل طور پر بے نتیجہ رہے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ یہ تمام اقدامات جزئی اجتہاد کی بنیاد پر کئے گئے۔ جب کہ حالات کا تقاضہ تھا کہ کلی اجتہاد والی بصیرت کے تحت فیصلہ کیا جائے۔'' (فکر اسلامی افکار اسلامی کی تشریح و توضیح، صفحہ 24 مطبوعہ دارالتذکیر)

آج کا مسلمان محقق اور دانشور یہ اعتراف کر رہا ہے کہ گزشتہ صدی میں مسلمانوں کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور یہ احساس بھی رکھتا ہے کہ آئندہ کامیابی کا واحد راستہ تعمیر ہے، تبلیغ ہے، حصول علم ہے وغیرہ

کالم نویس مکرم خورشید ندیم صاحب اخبار ''جنگ'' مورخہ 9 فروری 2004ء کو کالم ''تکبیر مسلسل'' میں تحریر کرتے ہیں:۔

''مسلمان کہیں بھی مطلوبہ قوت نہیں رکھتے۔ ان کے پاس ایک راستہ ہے، ایک مہلت عمل کی تلاش، جس میں وہ اپنی قوت کو مطلوب معیار تک لے آئیں جب کوئی ظالم ان کی بستیوں کا رخ کرے تو اسے سو مرتبہ سوچنا پڑے۔ یہ کام تعمیر سے ہوگا مزاحمت سے نہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ داخل کی طرف دیکھا جائے نہ کہ خارج کی طرف۔ اس کے بجائے بدقسمتی سے آج مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی قیادت انہیں دو چیزوں کا درس دے رہی ہے۔ مزاحمت اور حالات کے ذمہ داروں کی

خارج میں تلاش.........اس وقت مسلمانوں کو ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو انہیں تصادم کے اس کلچر سے نکالے اور انہیں تعمیر کے کام میں لگا دے۔'' (اخبار 'جنگ' مورخہ 9 فروری 2004ء کو کالم 'تکبیر مسلسل')

عصر حاضر کا جہاد اور جماعت احمدیہ: 200 برس یا صدیوں کی مسلسل ہزیمت کے بعد دانشور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ علم کا، دلائل کا، تبلیغ کا، دعوت کا، تربیت کا، جہاد آج کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 100 برس بیش تر اس کی طرف توجہ دلائی تھی اور جماعت احمدیہ نے امام الزمان کی راہنمائی میں اس میدان میں قدم رکھ دیا۔ قدم آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ منزلیں ان قدموں کو چوم رہی ہیں اور ہمارے مخالفین کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

پاکستان کے ایک نامور مؤرخ شیخ محمد اکرام صاحب اس بات کو محسوس کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

''دنیا کے مسلمانوں میں سب سے پہلے احمدیوں......نے اس حقیقت کو پایا کہ اگرچہ آج اسلام کے سیاسی زوال کا زمانہ ہے لیکن عیسائی حکومتوں میں تبلیغ کی اجازت کی وجہ سے مسلمانوں کو ایک ایسا موقع بھی حاصل ہے جو مذہب کی تاریخ میں نیا ہے اور جس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے.....(موج کوثر صفحہ 186-187)

پھر لکھتے ہیں:۔''عام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدے کا خیالی دم بھرتے نہ عملی جہاد کرتے ہیں نہ تبلیغی جہاد لیکن احمدی..........دوسرے جہاد یعنی تبلیغ کو فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں اور اس میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔''

(موج کوثر صفحہ 179۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ طبع ہفت دہم 1992ء)

دعوۃ الی اللہ، تربیت نفوس، علم کا حصول غرض یہ کہ ہر میدان میں اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ آج صف اول میں ہے۔ یہ کامیابیاں محض ایک گروہ یا فرقے کی وقتی کامیابیاں نہیں ہیں کہ کہہ دیا جائے کہ کیا خبر کل کیا ہو۔ یہ سارا پھل اس باغ کو لگا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان کیا تھا کہ:۔

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

خدا کے نام پر کامیابی صرف صادقوں کے ہاتھ میں آتی ہے کاذبوں کے نہیں۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور جہاد ہر دور کے علماء نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد مبارک الامام جنة يقاتل من ورائه امام ڈھال ہے جس کے پیچھے ہو کر جنگ کی جاتی ہے۔ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات زور دے کر کہی کہ جہاد کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط امام کی موجودگی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے 1400 سال قبل بیان فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں جب ملت زوال و تفرقہ کی انتہاء دیکھ رہی ہوگی امام مہدی و مسیح موعود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور یوں امت کا چمن ایک بار پھر بہار سے آشنا ہوگا خوب پھل پھول لائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو

بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ مِنھَاجِ النُّبُوَّۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 17939، احادیث عن نعمان بن بشیرؓ جلد 5 صفحہ 341 دار الاحیاء التراث بیروت) پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 338-337)

نماز اللہ کے فضلوں کو جذب کرتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"تمکنت حاصل کرنے اور نظامِ خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔ کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی...... پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا جو خلافت کی صورت میں جاری ہے فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے"۔

﴿خطبہ جمعہ 13/اپریل 2007ء﴾

﴿مرسلہ: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان﴾

اظہار برملا

مہدی کی برکتیں ہیں زمانے پہ ٹھیک ٹھیک   برسی ہیں رحمتیں ہر گھرانے پہ ٹھیک ٹھیک
چلتے اندھیری شب میں ہیں جو تیر بے کماں   ہیں بیٹھتے وہ جا کے نشانے پہ ٹھیک ٹھیک
ہیں میری داستان میں بہت سرخ سرخیاں   کر تبصرہ تو میرے فسانے پہ ٹھیک ٹھیک
ہر نقطہ نظر سے ہے یہ دور احمدی   ڈال اک نگاہ تو بھی زمانے پہ ٹھیک ٹھیک
گھر اپنا لٹتا دیکھ کر کیوں پُرسکوں رہا   میری نظر تھی اس کے خزانے پہ ٹھیک ٹھیک
یہ مار کر بھی مجھ کو مٹائیں گے کیا، کہ جب   ”تُم“ کہنے والے مائل جلانے پہ ٹھیک ٹھیک
آنکھیں نہ تم دکھاؤ کہ نہ لاسکو گے تاب !   جب آگئے وہ آنکھیں دکھانے پہ ٹھیک ٹھیک

ہم آسماں کا دَور بدلتے رہے سدا
آمادہ پھر ہیں اس کو گھمانے پہ ٹھیک ٹھیک

گرتا ہے اشک میرا بظاہر یہیں کہیں   پڑتا ہے پھر بھی جا کے نشانے پہ ٹھیک ٹھیک
ہیں جمع سامعین جو واعظ کے ارد گرد   آتش فشاں کے بیٹھے دہانے پہ ٹھیک ٹھیک
ہولی نہ کھیل خون کی کہ کھیلے گا آسماں   ایسا ہی کھیل تیرے گھرانے پہ ٹھیک ٹھیک
جس کی خبر ہے دیتا وہ اِنذار بَغْتَةً   آکر پڑے گا تیر ٹھکانے پہ ٹھیک ٹھیک
ان کو ہے ناز اپنے اگر جبر و زور پر   ہم کو بھی مان آنسو بہانے پہ ٹھیک ٹھیک
اسلامؔ میں ہوں خرمنِ مُہدی کا خوشہ چیں   گرتا ہے پنچھی جس طرح دانے پہ ٹھیک ٹھیک

﴿مکرم عبدالسلام اسلامؔ صاحب﴾

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

ریفریشر کورسز

ضلع چکوال: مورخہ 24/اپریل کو زعماء مجالس اور اراکین عاملہ کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مرکز سے مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب، مکرم شکیل احمد قریشی صاحب، مکرم مظفر احمد درانی صاحب نے شرکت کی۔ کورس میں ساتوں مجالس شامل ہوئیں،

چک چٹھہ: مورخہ 29/اپریل کو مجلس چک چٹھہ ضلع حافظ آباد کی عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا۔ حاضری 6 رہی۔

ایوان توحید راولپنڈی: مورخہ 17/اپریل کو بعد نماز مغرب ریفریشر کورس ہوا۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل انصاراللہ پاکستان نے شرکت کی۔ حاضری 50 رہی۔

ضلع کراچی: مورخہ 24/اپریل کو بمقام بیت الحمد مارٹن روڈ کراچی میں زعماء حلقہ جات، سائقین ضلع کے ریفریشر کورس کا انعقاد ہوا۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے شرکت کی۔ حاضری 30 مجالس کے 177 عہدیداران نے شرکت کی۔ جس میں 81 سائقین تھے۔

میڈیکل کیمپس

ضلع اسلام آباد: ماہ مئی 2011ء میں ضلع کے تحت کل 21 میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ 4 ڈاکٹرز نے کل 116 مریضوں کا معائنہ کیا اور مفت ادویات فراہم کیں۔

ضلع حافظ آباد: مورخہ 17/اپریل کو رکھ میڈل میں فری میڈیکل کیمپ ہوا۔ 115 مریضوں نے استفادہ کیا۔

ضلع ننکانہ صاحب: مورخہ 17/اپریل کو رام پورہ میں میڈیکل کیمپ منعقد ہوا۔ 43 مریضوں کو ادویات دی گئی۔

دارالحمد فیصل آباد: مورخہ 15/اپریل حلقہ ملت کالونی، سندھو ٹاؤن میں میڈیکل کیمپ ہوا۔ تعداد 75 مریضان،

گلشن پارک لاہور: ماہ اپریل میں 3 میڈیکل کیمپ ہوئے۔ 407 مریضوں کا چیک اپ کیا اور ادویات فراہم کی گئی۔

ماڈل کالونی کراچی: ماہ اپریل میں کل 5 میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ کل 1095 مریضوں کا چیک اپ کیا گیا۔

وقار عمل

ڈرگ کالونی کراچی: مورخہ 15/اپریل کو حلقہ ڈرگ کالونی اور گرین ٹاؤن کا وقار عمل ہوا۔ حاضری 26 انصار رہی۔

ڈرگ روڈ کراچی: مورخہ 17/اپریل کو اجتماعی وقار عمل میں Railway Under Pass کی صفائی کی اور گڑھوں کو مٹی اور پتھروں سے پر کیا گیا۔ دورانیہ ایک گھنٹہ رہا اور کل حاضری انصار 23 رہی۔ بعد از وقار عمل ناشتہ پیش کیا گیا۔

راولپنڈی: مورخہ 17/اپریل کو مثالی وقار عمل میں احمدیہ قبرستان کی صفائی کی۔ مجلس بیت النور کے 11 انصار شامل ہوئے

دارالحمد فیصل آباد: مورخہ 15/اپریل کو تمام حلقہ جات میں اجتماعی وقار عمل منایا گیا حلقہ مسعود آباد، دارالحمد اور

سمن آباد میں مرکز نماز کی صفائی کی گئی اور حلقہ ملت کالونی،مظفر کالونی میں گھروں کے سامنے صفائی کی گئی۔حاضری 37 رہی۔

گلشن پارک لاہور: مورخہ 24/اپریل کو وقارعمل ہوا۔اپنے گھر کے باہر صفائی کی۔81 انصار نے حصہ لیا۔

اجلاسات،پروگرام کلاسز

واہ کینٹ: مورخہ 2/اپریل کو پروگرام ''صحبت صالحین''منعقد کیا گیا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے شرکت کی۔کل حاضری 90 رہی۔

ضلع اسلام آباد: مورخہ 17/اپریل کو سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے شرکت فرمائی۔کل حاضری 200 انصار رہی۔

ضلع راولپنڈی: 3 حلقہ جات میں تعلیم القرآن کلاسز کا اجراء ہوا کلاسز حلقہ کے نماز سینٹرز میں منعقد ہوئیں۔مجلس النور کے منتظم تعلیم القرآن وقف وعارضی کے گھر 13 دوسرے بچوں کو بھی قرآن مجید سکھایا جارہا ہے۔

ضلع لاہور: مورخہ 15/اپریل کو ضلع لاہور کی داعیان کی کلاس کا دارالذکر اور بیت التوحید میں انعقاد ہوا مرکز سے مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب اور شبیر احمد ثاقب صاحب اور شکیل احمد قریشی صاحب نے شرکت کی۔حاضری 154 رہی۔

زعامت علیاء ربوہ: مورخہ 27/مئی ایک علمی وادبی نشست انگریزی زبان میں منعقد ہوئی۔مکرم محمد خالد گوریا صاحب نائب صدر عمومی نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے اور مکرم عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت وصحت جسمانی نے انگریزی کے معروف شعراء کے موضوع پر لیکچر دیا اور سوالوں کے جواب دیئے۔

ذہانت وصحت جسمانی

ضلع کوئٹہ: مورخہ یکم مئی کو کوئٹہ کے انصار کا پکنک کا پروگرام 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود اڑک پوائنٹ پر ہوا۔کل 19 انصار نے شرکت کی۔بیت بازی اور کلائی پکڑنا کے مقابلہ جات ہوئے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔

دارالحمد فیصل آباد: مورخہ 3/مئی کو دارالحمد فیصل آباد کے انصار کے دوڑ کا مقابلہ بمقام گورنمنٹ سائنس کالج سمن آباد میں منعقد ہوا۔حاضری انصار 15 رہی۔بعد میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

گرین ٹاؤن لاہور: مورخہ 3/مئی کو ایک پکنک کا پروگرام منعقد ہوا کل 35 انصار نے شرکت کی۔مقابلہ نیزہ پھینکنا اور کلائی پکڑنا کے مقابلہ میں 21 انصار نے حصہ لیا۔بعد ازاں جوہر ٹاؤن اور گرین ٹاؤن کی ٹیمز میں کرکٹ کا میچ ہوا۔

الوداعی تقریب

☆مورخہ 25/مئی کو سرائے ناصر نمبر 1 میں مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب سابق قائد عمومی کے اعزاز میں الوداعی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے۔محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل نے پروگرام کا تعارف کروایا۔اور رخصت ہونے والے قائد عمومی کو الوداع اور نئے قائد عمومی مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب کو خوش آمدید کہا۔دعا کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔

شاملین جلسہ کے لئے
حضرت مسیح موعود کی دعائیں

''ہریک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہریک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہریک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین''۔

(اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء)

Monthly **ANSARULLAH**

July 2011

Regd.# -FR-8

EDITOR:Muhammad Mahmood Tahir

Ph:0476-6212982Fax:0476-6214631Cell:0336:7700250(C.Nagar:35460)Email:ansarullahpakistan@gmail.com

جلسہ سالانہ برطانیہ کے مناظر